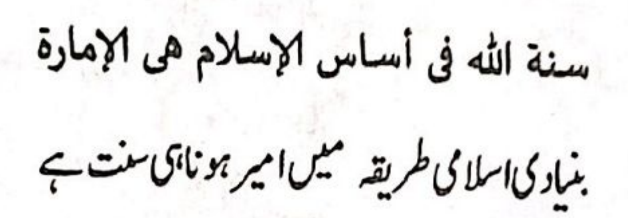


سنة الله فى أساس الإسلام هى الإمارة

بنیادی اسلامی طریقہ میں امیر ہونا ہی سنت ہے

الإمارة هى السنة

امیر ہی سنت ہے

أُولو الأمر

هو أمير السنة من ضوء القرآن والسنة والإجماع والقياس

اولوالامر ہی سنت کی مطابق امیر ہے قران حدیث اور اجماع اور قیاس کی روشنی سے

تأليف

الشيخ عبد الله منصور القاسمى

معهد البلاغ: التخصص في الدعوة والإرشاد

من القرآن والسنة والإجماع والقياس

المكتبة: دار البلاغ

٢/٨٠ ككرابل ١٠٠٠ داكا بنغلاديش

+8801674035150 +8801945556778

E-mail: mahadulbalag@gmail.com

سنة الله فى أساس الإسلام هى الإمارة

بنیادی اسلامی طریقہ میں امیر ہونا ہی سنت ہے

الإمارة هى السنة

امیر ہی سنت ہے

أولو الأمر

هو أمير السنة من ضوء القرآن والسنة والإجماع والقياس

اولوالامر ہی سنت کی مطابق امیر ہے قران حدیث اور اجماع اور قیاس کی روشنی سے

تأليف

الشيخ عبد الله منصور القاسمى

معهد البلاغ: التخصص في الدعوة والإرشاد

من القرآن والسنة والإجماع والقياس

المكتبة: دار البلاغ

٢/٨٠ ككرائيل ١٠٠٠ داكا بنغلاديش

+8801674085150 +8801945556778

E-mail: mahadulbalag@gmail.com

مقدمة

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين محمد وآله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان ودعا بدعوتهم إلى يوم الدين. أما بعد: إن أهمية الإمارة واتباع السنة وإجتماع كلمة المسلمين واتحاد الأحكام والتحرز عن الاختلاف والتنازع عن الفتنة في الدعوة والتبليغ لازمة لمصلحة الأمة المسلمة لأن الفتنة أشد من القتل. و هذا بين يديك من قول الله تعالي وقول الرسول وأقوال مشائخ الدعوة، الذين هم أولو الأمر عند أهل الدعوة والتبليغ من الهند ومن باكستان و من بنغلاديش.

اور امیر کی اہمیت اور سنت کی اتباع اور مسلمانوں کی امیر کی مسئلہ میں اجتماعیت اور احکام پر اتحاد اور اختلاف وتنازع سے بچنا۔ خاص کر کے دعوة وتبلیغ جو عالمی حیثیت سے مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے اور مرجع ہے اسکو فتنہ سے بچانا ہمارے اوپر فرض ہے۔ چونکہ فتنہ کرنا قتل سے بھی بدترین ہے۔

امیر کی بارے میں کلام اللہ میں کیا ہے اور رسول کی حدیث میں کیا ہے اور ہمارے دعوة وتبلیغ کی مربی حضرات کیا کہتے ہیں اسکو کسی حد تک قلم بند کیا گیا ہے جس میں نظام الدین کے اکابرین کی پیشنگویاں اور رائے رائینڈ کی حضرات کے پیشنگویاں اور بنغلہ دیش مرکز کی حضرات کی پیشنگوئی مستدلل طریقہ سے پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی ان چند سطروں کو قبول کرے اور امیر وقت کی پیروی کر نیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عارض دعاء

شیخ عبد اللہ منصور قاسمی

معہد البلاغ / ٹنگرائیل داکا، بنغلہ دیش

فهرسة الكتاب

(١) أسباب الإمارة للشيخ سعد هارون سلمه الله و أبقاه

قبل وفاة الشيخ إنعام الحسن حيثما ازداد عنده الشوق والرغبة للحج فذهب سنة ١٩٩٥ء وكان كحج الوداع فسأل حاجى عبد الوهاب حفظه الله عند الشيخ إنعام الحسن "يا حضرتجى بعد وفاتك كيف يمشى أهل الدعوة والتبليغ وما عينت الأمير أو ما فصلت شيئا؟" فقال الشيخ إنعام الحسن خذ الورقة واكتب.

(٢) الفيصلة الأولي من شيخ إنعام الحسن في الحج

هذه سبعة وتجمعهم بعد الحج عندى في نظام الدين فى أقرب فرصة والأسماء هى: (١)مفتى زين العابدين، (٢)مولانا سعيد أحمد خان، (٣)حاجى عبد الوهاب، (٤)حاجى أفضل من باكستان، (٥)حاجى عبد المقيت من بنغلاديش، (٦)مولانا عمربالن بورى، (٧)مياجى محراب من الهند، فكلهم اجتمعوا مباشرة بعد الحج فى نظام الدين عند الشيخ إنعام الحسن.

(٣) الفيصلة الثانية للشيخ إنعام الحسن في نظام الدين

فأضاف الشيخ حينئذ ثلاثة نفر معهم. و هم: (١)مولانا إظهار الحسن، (٢)مولانا زبيرالحسن، (٣)مولانا سعد هارون فكمل بذلك عشرة كاملة ولكن قال الشيخ بعد وفاتى أنتم تعينون أمرالأميرالآن أنتم تذهبون إلى بلادكم وبعد وفاتى تجتمعون وتحلون مسائل الإمارة.

(٤)وفاة الشيخ إنعام الحسن

وبعد أيام قليلة كان الشيخ فى سفرالدعوة والتبليغ فى مظفرنغريوپى عندئذ مرض فى تاريخ ٦ محرم الحرام وتوفى ٩ محرم الحرام الشيخ إنعام الحسن و دفن ١٠محرم الحرام سنة١٤١٦ھ تطابق ٦ يونيو ١٩٩٥ء بعد وفاة الشيخ حضرتجى الثالث:

(٥) جائت مسألة حضرتجى الرابع

وكان الأمر مشاجرةً، فأهل دلهى يطلبون حضرتجى و هو مولانا زبيرالحسن وأهل ميوات يطلبون حضرتجى مولانا سعد هارون، فبعد وفاة الشيخ اجتمعوا تسعة من عشرة غير حاجى أفضل من باكستان فانعقدت الشورى فى غرفة المشورة وقفل باب المركز وحُرس جيّدا لأهمية الأمر والخلاف في أمر الإمارة، من هو الأمير؟ وحرست غرفة الشورى جيدًا وقوة، فانعقدت الشورى فعين الفيصل بتقدم السن، وأسنهم مياجى محراب فجاء الرأى من قبل حاجى عبد الوهاب ومفتى زين العابدين أن مولانا سعد هارون هو الأميروجاء الرأى من قبل مولانا سعيد أحمد خان وعمربالن بورى أن مولانا زبيرالحسن هو الأميروقال مولانا سعد إن الأمير هو مولانا زبيرالحسن وقال مولانا زبيرالحسن إن الاميرهو مولانا سعد فجاء الرأى ثلاثة ثلاثة على كل اثنين و بقى رائ مولانا إظهار الحسن وحاجى عبد المقيت فقط وكلاهما ساكتان يتفكران لأنهما يفهمان شيئا، فاشتد الأمر عند حاجى عبد الوهاب ومفتى زين العابدين و بدأ يصرخ لتقديم الرأي ومن خارج الباب كان حافظ كرامت قائما وقال لهم شاوروا على السكون والطمأنية لأمر الإمارة، أخيراً نطق الشيخ مولانا إظهار

الحسن (فی الحال میں ان دونوں کو لیکر چلونگا) یعنی فی الحال أنا أمشی مع هذین الاثنین فأیده حاجی عبد المقیت.

(٦) فانشرح قلب الفیصل میاجی محراب فقال تب یہی میرا فیصلہ ہے

ولکن حاجی عبد الوهاب ومفتی زین العابدین کانا یصران علی الإمارة مولانا سعد ولکن مولانا سعید أحمد خان قال أنا اتفقت علی فیصلة (میاجی محراب) لأنه أسن منا. فاوجب علینا إطاعته.

فعین هذه الثلاثة و عند فیصله یفصل أمیر الفیصل للدعوة والتبلیغ.

(٧) وفاة الشيخ إظهار الحسن

حتي توفي الشيخ إظهار الحسن سنة ١٩٩٦ء وبعد وفاته -رحمه الله- ماجاء أحد فی مکانه نیابة عن الشیخ إظهار الحسن بل کل واحد اتفقوا واجتمعوا علی فیصلة اثنین کما اتفقوا علی اثنین بغیر المشورة هکذا الآن أیضاً واجب علی کل واحد أن یطیع أحد الثلاثة بغیر تردد وشك لأنه هو أمیر السنة بغیر أی کلام کما لم یتکلموا عند وفاة مولانا إظهار الحسن، کان الشیخ زبیر الحسن والشیخ سعد هارون نوبةً نوبةً.

(٨) وفاة الشيخ زبير الحسن رحمه الله

توفي الشيخ زبير الحسن رحمه الله في تاريخ ٢٣/٤/٢٠١٤ء

و بعد وفاته رحمه الله ماطلب الشیخ سعد الإمارة من أحد، لا من إنعام الحسن ولا من میاجی محراب بل الشیخ إنعام الحسن هو الذی أدخله فی العشرة الأشخاص ومیاجی محراب أیضا أدخله فی الأشخاص الثلاثة

فحیثما کلفه إنعام الحسن ومیاجی محراب فواجب علیه أن یحفظ هذه الأمانة ولو کان بالموت فهو شهید، ومن یخالفه فهو علی الباطل و الضلالة فلو مات دخل فی النار.

(٩) من الذي عين مولانا سعد أميرًا؟

نقول إن الشیخ إنعام الحسن قبل وفاته عین عشرة أشخاص لحل مشاکل إمارة الدعوة والتبلیغ. فاجتمع بعد وفاة الشیخ إنعام الحسن رحمه الله تعالی تسعة من عشرة فی نظام الدین وعینوا الفیصل أسنهم میاجی محراب وفی هذه المشورة کان الشیخ سعد هارون واحدا من العشرة أیضا وبعده لما فصل میاجی محراب أن مولانا إظهار الحسن یمشی مع مولانا زبیر الحسن ومولانا سعد هارون فحینئذ عُین سعد هارون أیضا أحدا من الثلاثة الأمراء فمات اثنین وبقی واحد و هو مولانا سعد هارون، فلا یحتاج أن یعین أحدا فی حیاته بل هو أمیر من قِبل الشیخ إنعام الحسن کما سبق. فتحصیل الحاصل باطل فلا یحتاج مرةً أخری تعیین الأمیر للدعوة والتبلیغ فی حیاة أحد من الثلاثة حتی بقی أحدهم و هو أمیر الحال للعالم کله.

( ) شیخ سعد ہارون کی امارت کے وجوہات

١٩٩٥ عیسوی میں جب کہ حضرتجی انعام الحسن صاحب حج میں بہت زیادہ ذوق وشوق اور رونازاری کیساتھ حج کررہے تھے! یہ حج حجۃ الوداع جیسا تھا تو حاجی عبد

الوھاب صاحب نے حضرتجی سے فرمایا حضرتجی آپکے انتقال کے بعد دعوۃ وتبلیغ والے کیسے چلینگے آپنے کوئی امر طئے نہیں فرمایا۔

( ) حضرتجی انعام الحسن صاحب کے انتقال سے پہلے حج میں پہلا فیصلہ

حضرتجی نے فرمایا تب کاغذ لو اور لکھو (۱) مفتی زین العابدین رحمہ اللہ (۲) حاجی عبدالوھاب دامت برکاتہم (۳) بھائی افضل رحمہ اللہ اور (۴) مولانا سعید احمد خان رحمہ اللہ اور (۵) حاجی انجنیر عبدالمقیت رحمہ اللہ اور (۶) اور مولانا عمر پالنپوری رحمہ اللہ اور (۷) میاجی محراب رحمہ اللہ۔ انکو جلدی سے جلدی حج کے بعد میرے پاس جمع کردو،

( ) حج کے بعد یہ سات حضرات جلدی سے نظام الدین میں جمع ہوگئے

حضرتجی انعام الحسن صاحب کے حکم کے مطابق یہ تمام حضرات جلدي سے نظام الدین جمع ہوگئے پھر حضرتجی نے ان سات : ( )مفتی زین العابدین( )مولانا سعید احمد خان( )حاجی عبدالوہاب ( )حاجی افضل من پاکستان ( )حاجی عبدالمقیت بنغلادیش سے ( )مولانا عمر پالن پوری ( )میاجی محراب ہندسے کے سامنے آخری تین حضرات کے نام پیش کیا کہ آپ سات کیساتھ یہ تین ملکر دس کی جماعت

میرے بعد امارۃ کی مسئلہ حل کرینگے آخری تین حضرات کے نام یہ ہیں (۱) مولانا اظھار الحسن رحمہ اللہ (۲) مولانا زبیر الحسن رحمہ اللہ (۳) مولانا سعدہاورن سلمہ اللہ حتی الآن وہ بقی حیث شاء اللہ اس وقت تک عشرۃ کاملۃ کا حکم پوری ہوگئیا امیر طئے کرنے کیلئے۔

( ) حضرتجی انعام الحسن رحمہ اللہ کا انتقال

حضرتجی نے فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد تم مسئلہ امارۃ کو حل کرنا۔ تو یہ تمام حضرات اپنے اپنے ملک میں چلے گئے پھر حضرتجی کی دینی ودعوتی جدوجہد سے بھرپور حیات طیبہ کا آخری دینی ودعوتی سفر ۶/ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ ۶/جون ۱۹۹۵ء میں کیسروہ ضلع مظفر نگر یوپی کا ہوا اور ۹ محرم الحرام ۹ جون جمعہ کے بعد والی رات کو انتقال ہوا رحمۃ اللہ علیہ پھر ۱۰ محرم الحرام صبح مشورہ سے وقتِ جنازہ بعدِ عصر بمقام ہمایون کے مقبرہ سے متصل وسیع پارک میں ادا کی گئی اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ کے برابر میں تدفین ہوگئی۔

( ) چوتھی حضرتجی کا مسالہ آیا

۱۰ محرم الحرام صبح سے تمام حالت سامنے رکھ کر مشورہ شروع ہوئی باہر کی حالات نازوک سے نازک ترین اور رونماء ہوئی اہل میوات کی دعواہ کہ مولانا سعد حضرتجی ہو اور دہلی والوں کی آواز کہ ہمارے مولانا زبیر الحسن حضرتجی ہو بحر حال تمام حالات کو سنبھالنے کیلئے جلدي سے باھر کی صدر (مین) دروازہ کو بند کردیا گیا تھا اور مشورہ کیلئے

کمرہ میں صرف نو( ) حضرات جمع ہو گئے کیونکہ بھائی افضل صاحب پاکستان سے نہیں آسکے تھے ادھر حافظ کرامت علی صاحب بڑی طاقت کیساتھ مشورہ گاہ سے باھر کھڑے رہے تھے پھر نو حضرات میں سے میاجی محراب صاحب کو زیادہ عمر کی حیثیت سے فیصل ٹھیک کئے گئے پھر ایک طرف سے مفتی زین العابدین صاحب وحاجی عبد الوھاب صاحب نے رائے پیش کیاکہ حضرتجی مولانا سعد ھارون بنے اور مولانا عمر پالن پوری اور مولانا سعید احمد خان نے رائے پیش کیاکہ آئندہ حضرتجی مولانا زبیر الحسن صاحب ہو اور مولانا سعد صاحب نے رائے پیش کیاکہ حضرتجی مولانا زبیر الحسن صاحب ہو اور مولانا زبیر الحسن صاحب نے رائے پیش کیاکہ حضرتجی مولانا سعد ہارون ہو ابھی تین تین رائے یہ دو کے بارے میں برابر ہے اسباب ترجیح ابھی تک سامنے نہیں آئی ادھر مولانا اظھار الحسن وحاجی عبد المقیت حالت سے باخبر تھے کہ باہر کیا حشر ہو رہا ہے اگر کسی بھی ایک کو امیر تعین کیا گیا تو قتل وغارت شروع ہو جائیگا اسلئے کوئی رائے نہیں دے رہے تھے ادھر سے حاجی عبد الوھاب صاحب ومفتی زین العابدین صاحب بہت زور وشور سے مولانا سعد کو امیر بنانے کے بارے میں اصرار کر رہے تھے جبپر حافظ کرامت صاحب نے باہر سے دروازہ پر زور سے آواز دیا اور کہاکہ اطمینان وسکون سے کام کیجئے شور نہ مچائے اطمینان سے کام کریں مولانا اظھار الحسن صاحب اور حاجی عبد المقیت صاحب رائے نہ دینے کیوجہ سے حاجی عبد الوھاب صاحب نے فرمایا یہ وقت خاموشی کا نہیں ہے جلدي رائے پیش کیجئے آخر کار بہت ہی عقلمندی اور ہوشیاری سے

"حضرت مولا اظھار الحسن صاحب نے رائے پیش کیاکہ فی الحال یہ تین حضرات کام کو

لیکر چلینگے" فوری طور پر حاجی عبد المقیت صاحب نے اس رائے کو پسند کیا اور فرمایاکہ میری بھی یہی رائے ہے چونکہ باھر کے حالات سنگین سے سنگین ترین ہو رہے تھی اور خون خرابی سے بچنے کیلئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نظر نہیں آرہا تھا

( ) امیر فیصل میاجی محراب صاحب نے عرض کیاتب میرا بھی یہی فیصلہ ہے

حضرتجی مولانا محمد انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ کے انتقال کے بعد
مستقل مشورہ چلتا رہا فی الحال یہ تین حضرات
مولانا اظہار الحسن صاحب مولانا زبیر الحسن صاحب مولانا سعد صاحب
کام کو لیکر چلینگے

لیکن جناب مفتی زین العابدین وحاجی عبد الوھاب صاحب نے بہت ھی زور سے کہتے رہے کہ امیر ہونا ہے اور امیر مولانا سعد ھارون کو بنایا جائے لیکن مولانا سعید احمد خان صاحب نے فرمایاکہ ہم نے جب میاجی محراب کو معمر ہونیکی وجہ سے فیصلہ کی ذمہ داری دي ہیں تب جو کچھ وہ فیصلہ کرے ہمارے لئے ماننا واجب ہے لیکن مفتی زین العابدین صاحب وحاجی عبد الوھاب صاحب کو یہ فیصلہ ماننا بہت ھی گراں گذرا یہاں تک کہ انکو حافظ کرامت صاحب نے اپنے گھر لیکر تین دن تک نظر بند کر کے رکھا اور پاسپورٹ ضبط کر لیا یہاں تک کہ حکومت پاکستان کی مداخلت سے وہ رہا پاگئے اور مفتی

زین العابدین صاحب بھی زور سے یہی بات کہے تھے کہ امیر ہونا ھی سنت ہے امیر ہونا ھی سنت ہے" الامارہ ھی السنۃ یعنی امیر ہونا ھی سنت ہے"۔ بہر حال تین اھلِ فیصل کی فیصلہ تین تین دن ہورہاتھا،اس طرح سے چل رہے تھے دعوۃ کاکام۔

( ) حضرت مولانااظھارالحسن صاحب کاانتقال

اچانک حضرت مولانااظھارالحسن صاحب کاانتقال مؤرخہ   عیسوی میں ہوا اور دوہی باقی رہ گئےاور یہی دو حضرات تین تین دن کر کے فیصلہ کر رہے تھے. اور کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوا کہ مولانااظھار الحسن صاحب رحمۃاللہ کاانتقال ہوگیا اب اور ایک کو شوری میں لیلو یاامیر فیصل ایک کاانتقال ہوگیااور صرف دوامیر فیصل باقی رہ گیا ہے ابھی ضرور بالضرور اور ایک آدمی کو تم دونوں کے ساتھ لیلو چونکہ تم صرف دوباقی ہوں جیساکہ (مولانااظہار الحسن صاحب نے فرمایاتھاکہ فی الحال میں ان دونوں کو لیکر چلونگا) مولانااظہار الحسن کے انتقال کے بعد ایک آجاتے اور کہتے کہ میں مولانا اظہار الحسن کی قائم مقام ہویا ہمیں انکے قائم مقام بنادو یا مجھکو انکے خالی جگہ میں بٹھادو پھر دو ملک آپکو مربی مانتے، یانہ مانتے اس وقت دیکھا جاتا پھر اس وقت مشورہ ہوتا لیکن کسی نے طلب نہیں کیا پھر اس وقت کیوں خاموش تھے اور کسی نے یہ نہیں کہاکہ ان دونوں کو کس نے امیر بنایاہے؟ تب ہم کہتے کہ ان دونوں کو تو پہلے حضرتجی انعام الحسن

نے دس اہل شوریٰ میں داخل کیا تھا پھر میاجی محراب صاحب نے تین اہلِ فیصل میں داخل کیا تھاجو امیر کے مقام میں تھے اور انمیں صرف یہ دو باقی رہ گئے ہیں اور وہ دو بھی ابھی ہمارے امیر ہے،اور آپ بتلائے کس بنیاد پر شوری یاامیر بننا چاہتے ہو مولانا زبیر الحسن صاحب نے تو مولاناسعد ہارون کے نام پیش کیا تھاامیر بنانے کیلئے اور مولانا سعد ھارون نے تو مولانازبیر الحسن صاحب کے نام پیش کیا تھاامیر بنانے کیلئے اور آج کیسے آپ ان دس حضرات سے بھی باہر سے آکر اپنے آپکو شوری یاامیر کے مقام میں پیش کررہے ہیں۔

( ) مولانازبیرالحسن صاحب کے انتقال

بمطابق مؤرخہ سہ   / /   عیسوی میں جب مولانا زبیر الحسن صاحب کا انتقال ہوا. مولانازبیر الحسن صاحب کے انتقال کے بعد تین اہلِ فیصل میں سے صرف ایک باقی رہ گیااور وہ خود اپنے ارادہ سے باقی نہیں رہے بلکہ اللہ نے انکو باقی رکھا ہے اور انکو مولاناانعام الحسن کیطرف سے بھی تائید حاصل ہے اور میاجی محراب صاحب کے فیصلہ کی تائید بھی حاصل ہے اور جس بنیاد پر دس میں سے تین کے بارے میں فیصلہ طئے ہواتھااور اس بنیاد پر پھر مولانااظہار الحسن صاحب کے انتقال کے بعد ان دونوں کو تائید باقی رہی ہیں اور اب بھی مولاناسعد ہارون صاحب کو اسی بنیاد پر خداوند قدوس کی تمام تر مدد و نصرت حاصل ہے چونکہ مولاناسعد ہارون صاحب نے خود نہ امارۃ مانگا تھااور

نہ بنا تھا بلکہ اولی الامر نے ہی انکو اولی الامر بنایا تھا اور آج صرف اور صرف اولی الامر کا حکم ان کے فیصلہ میں ہے اور تمام دنیا میں کسی بھی بڑے و چھوٹے میں یہ اولی الامر کی نسبت و حکم نہیں ہے جو بھی انکی مخالفت کریگا وہ باغی و فتین شمار ہوگا جو واجب القتل شمار کئے جائینگے شریعات مطہرہ میں قرآن و حدیث کی روشنی سے بلکل صاف بات ہے اور اس حکم کو پورا کرنے کیلئے کسی اسلامی حکومت کی ضرورت نہیں ہے تمام امت کیلئے یہ حکم ہے پہلے اس بارے میں تمام احکامات بند کیا گیا ہے آپ دیکھتے جاؤ کہ مولانا سعد ہارون حفظہ اللہ وابقاہ وہ اس زمانہ میں اولی الامر ہے جنکو مسلمان کی تیسرے امیر نے دس میں شمار کیا تھا پھر دوسرے مرتبہ دس اشخاص کی ایک مکمل جماعت نے تین کو تعین کیا تھا جو اس زمانہ میں اولی الامر تھے اور اس وقت صرف ان تین میں ایک ھی باقی رہ گئے ہیں جب تک وہ کسی کو مقرر نہ کریں اور وہ اگر کسی کو ساتھ نہ لے اس وقت تک قرآن و حدیث و اجماع اور قیاس کے مطابق مولانا سعد ہی امیر و اولی الامر ہے وہ خود نہیں بنے بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت نے بنائی ہیں جو واجب الاطاعت ہے اور انکی مخالفت بغاوت و فتنہ ہے ہمیں چاہئے کہ تمام حضرات مولانا سعد کی ہاتھ پر بیعت ہوجائے الحمد للہ موریتانیا کی اہل شوری نے عرب کے ایک وفد کو ساتھ لیکر جن میں سعودیہ، اردن، لبنان و یمن و سودان اور مختلف ملکوں کے عرب حضرات موجود تھے جو اجماع عرب کی حیثیت سے بیعت لیا تمام عرب کیطرف سے جیسا کہ الشیخ عبد اللہ اہل

الشوري موریتانیا نے فرمایا ہے اور بنغلہ دیش کی اہل شوری نے بھی مدینہ منورہ میں بھائی واصف الاسلام کی کوشش سے الحمد اللہ اس وقت موجودہ حضرات نے بیعت اطاعت کیا ہیں اور بعد میں ٹونگی اجتماع میں کیے بعد دیگرے حضرات نے بھی اطاعت بیعت کیا جن میں بھائی خان شہاب الدین نسیم صاحب تو تمام خاندان کو ساتھ لیکر بیعت اطاعت و تمام حالت میں ساتھ دینے کی بیعت ہوا ہے.

( ) سوال: مولانا سعد کو کس نے امیر بنایا ہے؟

اسکا جواب شاید پہلے صفحات میں گذر ہوچکا ہے لیکن اگر آپ کسی چیز کی امیدوار ہے تب تو آپ اندھا اور بہرا ہوچکے چیز کی محبت اسکو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے آپ اگر امیر ہونیکے خواہش مند ہے اور طلب گار ہے اور ممبر پر بیٹھنا چاہتا ہے اس لئے علانیہ طور پر بے حقیقت بے بنیاد افتراء و بھتان باندھنے کی عادت ہوگئی ہے تب تو آپ حق کو نہیں دیکھ پائینگے اور نہیں سن سکینگے آپ کو ہم قریب و دور سے معاف کرتے ہوئے آرہے ہیں آئندہ آپ ایسی حرکت نہ کرین تاکہ قرآن و حدیث آپکو معاف کرنے کی ہمیں رخصت نہ دے سکے، چونکہ "الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ" (القرآن) اور "فاضربوه بالسيف كائنا من كان" (الحدیث) فتنہ قتل سے بھی بدترین ہے اور رسول ﷺ نے فرمایا کہ جبکہ فتنہ کا اندیشہ ہو جو امت کی اجتماعیت کو نقصان کریں اسکو قتل کردو وہ جو بھی ہو۔(رواہ مسلم ۸/۲۱)

لماذا أعلن الشيخ أنا أمير؟

لأن أهل الفتنة أعلنوا أنه ليس عندنا امير ہمارے یہاں کوئی امیر نہیں ہے۔

فأجاب الشيخ سعد: "میں أمیر ہو" كما وقع في أهل مكة لما أعلنوا أن محمدًا قد مات فأعلن الرسول: (الى عباد الله) أنا رسول الله، أنا النبى لا كذب أنا ابن عبد المطلب وهكذا كما تبين فى قصة أصحاب سورة يس:

(مَا أَنتُمْ إِلاَّ بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلاَّ تَكْذِبُونَ).

فأعلن المرسلون ردا علي المنكرين للرسالة : (قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ . وَمَا عَلَيْنَا إِلاَّ الْبَلاَغُ الْمُبِينُ. فالشيخ أعلن كذلك ردا عن الفتنة و ما ادعى الإمارة من نفسه كما يقول عنه أهل الفتنة.

الذين يتهمون أن الشيخ سعد كيف يفصل على نفسه أنه هو أمير الدعوة والتبليغ فكلامهم باطل باطل. لأن الشيخ سعد ما ادعى الإمارة بل هو حتى الآن أحد من الأمراء الثلاثة فقط يعنى أولهم مولانا اظهار الحسن ثانيهم مولانا زبير الحسن وثالثهم الشيخ سعد هارون أبقاه الله من أمراء الثلاثة للعالم حيثما هو أمير العالم في الدعوة والتبليغ لأن بعد وفاة الشيخ إظهار الحسن ما طلب احد أنى أكون بديل المرحوم إظهار الحسن حينما بقى فقط اثنين يعنى مولانا زبير الحسن ومولانا سعد هارون. ما طلب أحد من الطالبين الإمارة الآن أنا أكون أميرا أو أهلا للشورى مع الاثنين الباقيين يعنى مع مولانا زبير الحسن ومولانا سعد هارون سلمه ولكن لما توفى الشيخ زبير الحسن فكيف يطلب من غير هؤلاء الأشخاص العشرة أن يكون أهل الشورى أو مع الشيخ سعد هارون و لو كان الأمر

بخلافه. لو كان قد مات الشيخ سعد هل كان يطلب الطالبون الإمارة مع الشيخ زبير الحسن رحمه الله أن يكون أهل الشورى أو أحدا معه؟ كلا وحاشا بل كانوا يقولون إن الشيخ زبير الحسن هو أمير الدعوة والتبليغ من قبل الله لأن الله اخذ مولانا سعد لإبقاء مولانا زبير الحسن ابن الأمير أمير العالم حضرتجى الرابع هو مولانا زبير الحسن رحمه الله لما ما طلب بديل مولانا اظهار الحسن و هو كان أحق فى الإمارة فكيف تطلب الآن بديل الشيخ زبير الحسن من خارج الأشخاص العشرة الذين ليسوا من قبل الشيخ إنعام الحسن وخارج من الأ شخاص الثلاثة الذين هم معينون من قبل مياجى محراب فبهذه الكيفية والقانون والسنة الماضية الشيخ سعد هارون هو أمير العالم من قبل جماعة من المسلمين. ليس من نفسه فنصرة الله الغيبة وإجتماع الأمة المسلمة من العرب والعجم مع الشيخ الأمير الرابع الشيخ سعد هارون سلمه الله وأبقاه كما يحب ويرضى فعلينا أن نعطيه البيعة و الإطاعة ونتبعه كما أمر الله ورسوله فى القرآن والسنة النبوية عليه الصلاة و السلام كما فعل أهل الشورى من موريتنيا وجماعة من الأردن والسودان واليمن والسعودية واللبنان و أهل بنغلاديش والعالم كلهم بايعوا الشيخ سعد هارون فنطلب من الباقين أن يباعوا ولا يكونوا مثل قول الرسول: من شذ شُذ فى النار. (رواه البخارى) وفى الحديث : إذا بويع للخليفتين فاقتلوا الآخر منهما (رواه مسلم، كتاب الإمارة باب إذا بويع للخليفتين (١٢٨/٢)

سوال ہوا کہ مولانا سعد صاحب نے کیسے اپنے بارے میں اعلان کیا کہ میں امیر ہوں؟

اسکا جواب شاید آپکو دینے کی ضرورت نہیں پھر بھی سن لیجئے وہ یہ ہے کہ جناب مولانا سعد کی جبکہ بر ملاء آل انڈیا جوڑ میں اہل فتنہ نے اہانت کرنا شروع کیا اور کہا کہ ہمارے یہاں کوئی امیر نہیں ہے تب انکے لئے یہ جواب دیناواجب ہو چکا تھا کہ میں امیر ہوں جیسا کہ یوم احد جبکہ اہل فتنہ نے نعراء لگایا تھا کہ قَدمَات محمدؐ تو پوری طور پر رسول ﷺ امت کو غلط فہمی سے بچانے کیلئے اعلان کیا اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب اَنَا اِبنُ عَبدُ المُطّلِبِ جبکہ آل انڈیا جوڑ میں کسی نے اعلان کیا تو مولانا سعد ھارون پر اسکا جواب دیناواجب ہو گیا تھا کہ میں امیر ہوں، اس جواب سے یہ بات افواہ اڑانا اور فتنہ کرنا کہ مولانا سعد ھارون نے کیسے اعلان کیا کہ میں امیر ہوں! ضرورت کے موقع میں اس طرح سے اعلان کرنا نبیوں کی سنت ہے جیسا کہ اصحاب سورہ یسن میں جبکہ انہ نے کہا کہ "مَا أَنتُمْ إِلاَّ بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلاَّ تَكْذِبُونَ". فاجاب الرسلون جواب عن اہل الفتنہ "قالوا ربنا يعلم انا اليكم لمرسلون، وما علينا الا البلاغ المبين". (سورہ یس من / آیہ) کہ تم رسول نہیں ہو رحمن نے تمہارے واپر کوئی چیز نہیں اتارا تو جواب میں رسولوں نے فرمایا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم انکی طرف سے رسول ہیں تمہارے لئے اور ہمارا کام صرف بات

کو پہچادینا ہے مولانا سعد ھارون کو بہت ہی اچھی طرح سے معلوم ہے کہ وہ اولی الامر کیطرف سے دو مرتبہ تعین کئے گئے ہیں اور وہ فی الحال امیر وقت ہے لیکن اہل اغراض نے فتنہ کے لئے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ہمارے یہاں کوئی امیر نہیں ہے تو اسکا جواب دینا کہ وہ امیر ہونیکا دعوہ نہیں کیا چونکہ وہ پیچھے سے ہی امیر مقرر ہے پھر تحصیل حاصل کی ضرورت نہیں ہے من جانب جماعة المسلمين وہ جب تک باحیات رہینگے اور کسی کو حق نہیں کہ انکا مقابلہ کریں۔

إشارة الأمارة للشيخ سعد هارون سلمه الله

ولأنه كان إماما فى نظام الدين بعد الشيخ إنعام الحسن ففيه إشارة الإمارة كما كان من قِبل الرسول إشارة الإمارة لأبى بكر الصديق تقديمه على إمامته فى حياة الرسول. كما قال: فاصبر على ما يقولون، وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب، ومن الليل فسبحه وأدبار السجود (سورة ق: الآية ٣٨-٤٠)

وقد روى فى الخبر عن سيد البشر صلى الله عليه وسلم قال "إنه ستكون هنات هنات، فمن أراد يفرق امر هذه الأمة و هو جميع فاضربوه بالسيف كائنا من كان. (رواه مسلم (١٢٨/٢)

قال: النووى: الهنات جمع هنة وتطلق على كل شى، المراد بها هنا: الفتن والأمور الحادثة، وقال: أيضًا: فيه الأمر بقتال من خرج على الإمام، أو أراد تفريق كلمة المسلمين ونحو ذلك، وينهى عن ذلك، قال إن لم ينته قوتِل، وإن لم يندفع شره إلا بقتله فيقتل، أى دمه مهدورًا.

وفى الحديث "إذا بويع للخليفتين فاقتلوا الأخر منهما" (رواه مسلم فى كتاب الإمارة. باب إذا بويع للخليفتين (١٢٨/٢)

وقال النووى: هذا محمول على ما إذا لم يندفع إلا بقتله، وفيه: إنه لا يجوز عقدها للخليفتين، وقد انعقد الإجماع عليها؛ وقد قال تعالى "ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم" (الآية. الأنفال: ٨)

أقوال المشائخ على إمارة أحد الاثنين: الشيخ زبير الحسن أو الشيخ سعد هارون

- قال الأخ منهدس عبد المتين إنى ذهبت إلى الشيخ إظهار الحسن فى نظام الدين وسألت "يا شيخ! ما معنى قولك 'فى الحال میں ان دو کو لیکر چلونگا" فأجاب الشيخ إظهار الحسن "فى المستقبل أحدهما يبايع فى يدى الثانى حتى يكون أحدهما أمير العالم".
- قال حاجى عبد الوهاب أحد من كبار الدعاة للمهندس أنيس الرحمن فى بنغلاديش "اخدم هذا الشاب فإنه سيكون أمير العالم". هذا الشاب الذي أشير إليه هو الشيخ سعد هارون سلمه الله.
- قال حاجى عبد المقيت رحمه الله و هو أحد من كبار الدعاة فى مركز الدعوة والتبليغ ككرائيل، دكا، بنغلاديش للمهندس أنيس الرحمن "انظر، هذا هو أمير العالم 'حضرتجى الرابع' فى المستقبل و أشار إلي مولانا سعد هارون سلمة الله وأبقاه.

- قال مفتى زين العابدين رحمه الله "إن الأمارة التي أصلها فى القرآن والسنة والإجماع والقياس هو الأمير".
- قال مباجى محراب للمهندس عبد المتين لما سأله "لماذا فصلت الثلاثة؟" فأجاب "لدفع شر الفتنة" و حينئذ ذكر قول الشيخ إلياس: "إلي يوم القيامة تجمع أهل ميوات وأهل دهلى على عمل الدعوة و التبليغ فتطفئ نار الفتنة بجمعهما فى الإمارة حتى يفصل الله خيرا للأمة المسلمة. والله المستعان والمعين، وربك يخلق مايشاء ويختار، ما كان لهم الخيرة."
- سئل عن الشيخ مولانا قارى ظهير صاحب من نظام الدين "ياشيخ! من أى نص من القرآن والسنة هذا الترتيب تعينون بغير الأمير فى العالم؟" فاجاب الشيخ "میاں جب پانی ملتا نہیں تب مٹی سے تیمم ہی کرلو پھر جب پانی ملجائیگا تب پھر وضو کرکے نماز پڑھنا". يعنى "عندما لا يوجد الماء فتيمموا ثم إذ وجدتم فتوضئوا و صلوا به" و قوله هذا أيضاً إشارة إلى الأمير فى المستقبل .
- سمعت أن مولانا سعيد أحمد خان رحمه الله أراد من الشيخين يعنى من الشيخ زبير الحسن و من الشيخ سعد هارون أن يبايع أحدهما علي يد الآخر حتى يكون الأمير فى نظام الدين. فلا يبقى أمر الشورى والفيصل فى نظام الدين. بل يكون الأصل هو الأمير الذى تبين بالقرآن و السنة النبوية صلى الله عليه و سلم.

- قال أحد من مشائخ نظام الدين مرة "إن لم يبايع أحدهما فى يد الثانى للإمارة حينئذ يمكن الله أن يتوفى أحدهما فيبقى الثانى الذي هو يكون الأمير للعالم". و كل هذا هو الأصل الذي حكم به القرآن والسنة النبوية ﷺ و الإجماع و القياس.
- وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أطاع أميرى فقد أطاعنى و من عصي أميرى فقد عصانى. (رواه البخارى)

اولی الامر کی طرف سے مختلف وقت پر امیر ہونے کی پیشنگو یاں اور اقوال واحوال ہے

- میاجی محراب صاحب نے فرمایا کہ میں صرف دہلی اور میوات والوں کے درمیان جوڑ میل پیدا کرنے کیلئے یہ فیصلہ کیا تاکہ آئندہ جاکر ایک امیر پر اتفاق واتحاد ہو جائے بحوالہ انجنیر عبد المتین، بنگلادیش
- مولانا اظہار الحسن صاحب سے بھائی انجنیر عبد المتین نے پوچھا حضرت آپ نے جو فرمایا کہ فی الحال میں ان دو کو لیکر چلونگا اسکا کیا مقصد ہے تو مولانا اظہار الحسن صاحب نے جواب دیا کہ آئندہ جاکر ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت ہو کر ایک ان میں سے پورے عالم کیلئے امیر ہو جاوئیگا انشاللہ!
- مفتی زین العابدین اور حاجی عبد الوہاب صاحب اس بات پر اتنا اصرار کر رہے تھے کہ مولانا سعد کو امیر بنادیا جاوے اور امیر ہونا ہی سنت وشریعات سے ثابت ہے

لیکن چونکہ حالات بہت ہی مشاجرات واختلافات سے دوچار تھے اسلئے مفتی زین العابدین صاحب وحاجی عبد الوہاب صاحب کو حافظ کرامت صاحب نے اپنے گھر لیکر نظر بند کردیا تھا اور اہل حل وعقد حضرات کی پاسپورٹ حافظ صاحب نے اپنے قبضہ میں لیکر مصلحت سمجھ کر انکو اپنے اپنے ملک روانہ کر رہے تھے۔

- حاجی عبد الوہاب صاحب نے ایک مرتبہ بنگلادیش کی اجتماع کے موقع پر ایک کام کرنے والے ساتھی کو خطاب کرکے فرمایا کہ یہ آئیندہ کی حضرتجی ہے انکی خدمت کرو، اور یہ اشارہ مولانا سعد ہارون صاحب کی طرف کیا تھا حاجی صاحب نے۔
- حاجی عبد المقیت صاحب نے ایک انجنیر صاحب کو فرمایا کہ یہ ہی ہمارے آئیندہ کی امیر ہے انکے ساتھ رہا کرو۔
- راقم الحروف عبد اللہ منصور نے ایک مرتبہ قاری ظہیر صاحب سے پوچھا حضرت یہ امیر کے علاوہ جو کچھ آپ حضرت کر رہے ہیں یہ کہاں سے ملا قرآن و حدیث میں تو مولانا ہنستے ہنستے جواب دیا میاں جب پانی سے وضوء کرنے میں عذر ہو رہا ہے تیمم سے نماز پڑھ لیں پھر جب عذر ختم ہو جائیگی تو وضو کر کے نمار پڑھ لینا۔

- حضرت نظام الدین کے ایک صاحب نے فرمایا تھا کہ آیندہ جا کر ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت ہو جائینگے ورنہ اللہ تعالی کسی ایک کو پہلے بلا لینگے پھر دوسرا پوری عالم کیلئے چوتھی حضرتجی ہو جائینگے۔

- مولانا سعید احمد خان صاحب نے خط لکھا کہ تم فلان کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ تا کہ پوری عالم کیلئے سنت و شریعات قائم ہو جائے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر مولانا سعد صاحب مولانا زبیر الحسن کے ہاتھ پر بیعت بھی ہو جاتے پھر بھی آج کا امیر مولانا سعد ہارون ہی ہوتے رہتے هذا هو قدر الله المقدور الذي قال تعالى عنه: و ربك يخلق مايشاء ويختار، ما كان لهم الخيرة.

اللہ جو کچھ چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور کسی کیلئے کوئی اختیار نہیں ہے بدلنے کا چونکہ حضرت مولانا زبیر الحسن رحمہ اللہ ہو گئے تو صرف مولانا سعد ہارون ہی باقی رہ گئے اب وہی امیر وقت ہے۔

حكم الأمير فى القرآن والسنة

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم

- قال تعالى: يأيها الذين آمنوا أطيعوا الله و أطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم فان تنازعتم فى شيء فردوه إلى الله و الرسول إن كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير وأحسن تأويلا. (سورة النساء، الآية ٥٩)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں-تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام-

- و قال تعالى : واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا. (سورة آل عمران الآية: ١٠٣)

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ تم اللہ کی رسی کو مضبوط سے پکڑو اور اختلاف نہ کرو

(سورۃ آل عمران:)

- وقال تعالى: وتمت كلمة ربك صدقا وعدلا و لا مبدل لكلماته.

(سورة الأنعام: ١١٥)

فالأمير هو أمر الله و سنة الرسول.

- و قال تعالى: أطيعو الله و أطيعوا الرسول و أولى الأمر منكم.

(سورة النساء: ٤٩)

- وقال تعالى: فلن تجد لسنة الله تبديلا. (سورة فاطر: ٤٣)

- وقال تعالى : ولن تجد لسنة الله تحويلا. (سورة الأحزاب: ٦٢)
- وقال تعالى : تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان. (سورة المائدة:)
- وقال تعالى : مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰه عَلَيْه فَمِنهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَه وَمِنهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيْلًا. (سورة الأحزاب: ٢٣)

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے خدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔ تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا

- وقال تعالى : وَأَطِيْعُوْا اللّٰه وَرَسُوْلَه وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللّٰه مَعَ الصَّابِرِيْنَ. (سورة الأنفال: ٤٦)

اور خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔ کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے

- وقال تعالى : وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا. (سورة المزمل: ٧٣)

اور جو جو (دل آزار) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو

- وقال تعالى : وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰه عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُه وَأَنَّ اللّٰه تَوَّابٌ حَكِيْمٌ. (سورة النور: ١٠)

اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی (تو بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتیں۔ مگر وہ صاحب کرم ہے) اور یہ کہ خدا توبہ قبول کرنے والا اور حکیم ہے

- وقال تعالى : وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا. (سورة الفرقان: ٧٢)

اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب ان کو بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں

- وقال تعالى : وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰه وَرَسُوْلُه أَمْرًا أَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰه وَرَسُوْلَه فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا. (سورة الأحزاب: ٢٣)

اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا

- وقال تعالى : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ. (سورة الحجرات: ٦)

مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچادو۔ پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

- وقال تعالى : وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ.

(سورة المؤمنون: ٣)

اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں

- وأخرج سعيد بن منصور وابن أبي شيبة وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن أبي هريرة في قوله {وأولي الأمر منكم} قال: هم الأمراء منكم. وفي لفظ: هم أمراء السرايا.
- وأخرج ابن أبي شيبة والبخاري ومسلم وابن جريروابن أبي حاتم عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **من أطاعني فقد أطاع الله، ومن أطاع أميري فقد أطاعني، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن عصى أميري فقد عصاني. (رواه البخاري و مسلم)**
- وأخرج ابن جرير عن ابن زيد في قوله {وأولي الأمر منكم } قال: قال أبيّ: هم السلاطين قال: وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "**الطاعة الطاعة، وفي الطاعة بلاء**" وقال: "**لو شاء الله لجعل الأمر في الأنبياء**" يعني لقد جعل إليهم والأنبياء معهم، ألا ترى حين حكموا في قتل يحيى بن زكريا."

- وأخرج البخاري عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **"اسمعوا وأطيعوا وإن استعمل عليكم حبشي كان رأسه زبيبة".**
- وأخرج أحمد والترمذي والحاكم وصححه والبيهقي في الشعب عن أبي أمامة "**سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب في حجة الوداع فقال: اعبدوا ربكم، وصلوا خمسكم، وصوموا شهركم، وأدوا زكاة أموالكم، وأطيعوا ذا أمركم، تدخلوا جنة ربكم.**"
- وأخرج سعيد بن منصور وعبد بن حميد وابن جريروابن المنذر والطبراني من طريق الشعبي عن ابن مسعود واعتصموا بحبل الله جميعاً قال: حبل الله "الجماعة".
- وأخرج ابن جريروابن أبي حاتم من طريق الشعبي عن ثابت بن قطنة المزني قال: سمعت ابن مسعود يخطب وهو يقول: أيها الناس عليكم بالطاعة والجماعة فإنهما حبل الله الذي أمر به.
- وأخرج ابن ماجة وابن جريروابن أبي حاتم عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم **افترقت بنو إسرائيل على إحدى وسبعين فرقة، وإن أمتي ستفترق على إثنتين وسبعين فرقة، كلهم في النار إلا واحدة. قالوا: يا رسول الله ومن هذه الواحدة؟ قال: الجماعة. ثم قال: واعتصموا بحبل الله جميعاً.**
- وأخرج مسلم والبيهقي عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله **يرضى لكم ثلاثاً، ويسخط لكم ثلاثاً. يرضى لكم أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئاً، وأن تعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا، وإن تناصحوا من ولاه الله أمركم. ويسخط لكم: قيل وقال، وكثرة السؤال، وإضاعة المال.**
- وأخرج أحمد وأبو داوود عن معاوية بن سفيان: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن أهل الكتابين افترقوا في دينهم على إثنتين

وسبعين ملة، وإن هذه الأمة ستفترق على ثلاث وسبعين ملة يعني الأهواء .كلها في النار إلا واحدة وهي الجماعة .

- وأخرج الحاكم وصححه عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الإسلام عن عنقه حتى يراجعه، ومن مات وليس عليه إمام جماعة فإن موتته ميتة جاهلية.

- عن حذيفة رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من فارق الجماعة واستذل الإمارة لقى الله ولا وجه له عنده. (رواه مسند أحمد و مجمع الزوائد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوا اور امیر کی امارت کو حقیر جانا تو اللہ تعالی اس سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالی کے یہاں اس کا کوئی رتبہ نہ ہوگا یعنی اللہ تعالی کی نگاہ سے گر جائے گا۔ (رواہ مسند احمد، مجمع الزوائد)

- عن عبد الرحمن بن سمرة رضى الله عنه قال: قال (لى) النبى ﷺ: يا عبد الرحمن بن سمرة: لا تسأل الإمارة فإنك إن أوتيتها عن مسئلة وكلت إليها، وإن أوتيتها من غير مسئلة أعنت عليها.

حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عبد الرحمن بن سمرۃ! امارت کو طلب نہ کرو، اگر تمہارے طلب کرنے پر تمھیں امیر بنا دیا گیا تو تم اس کے حوالہ کر دئے جاؤ گے (اللہ تعالی کی طرف سے تمہارے کوئی مدد اور رہنمائی نہ ہوگی) اور اگر تمہاری طلب کے بغیر

تمھیں امیر بنا دیا گیا تو اللہ تعالی کی طرف سے اس میں تمہاری مدد کی جائے گی۔

(رواہ البخاری)

- عن أبي هريرة رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال: إنكم ستحرضون على الإمارة، وستكون ندامة يوم القيامة، فنعم المرضعة وبئست الفاطمة. (رواه البخاري)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک وقت ایسا آنے والا ہے جب کہ تم امیر بننے کی حرص کرو گے حالانکہ قیامت کے دن امارت تمہارے لئے ندامت کا ذریعہ ہوگی۔ امارت کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک دودھ پلانے والی عورت کہ ابتداء میں تو بڑی اچھی لگتی ہے اور جب دودھ چھڑانے لگتی ہے تو وہی بہت بری لگنے لگتی ہے۔ (رواہ البخاری)

فائدہ: حدیث شریف کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب امارت کسی کو ملتی ہے تو اچھی لگتی ہے جیسے بچے کو دودھ پلانے والی اچھی لگتی ہے اور جب امارت ہاتھ سے جاتی ہے تو یہ بہت برا لگتا ہے جیسے دودھ چھوڑنا بچے کو بہت برا لگتا ہے۔

- عن عوف بن مالك رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: إن شئتم أنبانكم عن الإمارة، وما هى؟ فناديت بأعلى صوتى ثلاث مراتٍ: وما

هي يارسول الله؟ قال: أولها ملامة، وثانيها ندامة، وثالثها عذاب يوم القيامة إلا من عدل، وكيف يعدل مع قرابته.

حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہوں میں تمہیں اس امارت کی حقیقت بتاؤں؟ میں نے بلند آواز سے تین مرتبہ پوچھا: یارسول اللہ! اس کی حقیقت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا پہلا مرحلہ ملامت ہے، دوسرا مرحلہ ندامت ہے، تیسرا مرحلہ قیامت کے دن عذاب ہے، البتہ جس شخص نے انصاف کیا وہ محفوظ رہے گا (لیکن) آدمی اپنے قریبی (رشتہ دار وغیرہ) کے معاملات میں عدل وانصاف کیسے کرسکتا ہے یعنی باوجود عدل وانصاف کو چاہتے ہوئے بھی طبیعت سے مغلوب ہو کر عدل وانصاف نہیں کرپاتا اور رشتہ داروں کی طرف جھکاؤ ہو جاتا ہے۔(طبرانی)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو شخص امیر بنتا ہے اس کو ہر طرف سے ملامت کی جاتی ہے کہ اس نے ایسا کیا، ویسا کیا۔ اس کے بعد وہ لوگوں کی اس ملامت سے پریشان ہو کر ندامت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میں نے اس منصب کو کیوں قبول کیا۔ پھر آخری مرحلہ انصاف نہ کرنے کی صورت میں قیامت کے دن عذاب کی شکل میں ہوگا، ظاہر یہ کہ دنیا میں بھی ذلت ورسوائی اور آخرت میں بھی حساب کی سختی ہوگی۔

- عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ من استعمل رجلا من عصابةٍ وفي تلك العصابة من هو أرضى لله منه فقد خان الله وخان رسوله وخان المؤمنين.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی کو جماعت کا امیر بنایا جب کہ جماعت کے افراد میں اس سے زیادہ اللہ تعالی کو راضی کرنے والا شخص ہو تو اس نے اللہ تعالی سے خیانت کی اور ان کے رسول سے خیانت کی اور ایمان والوں سے خیانت کی۔ (مستدرک حاکم)

فائدہ: اگر افضل کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو امیر بنانے میں کوئی دینی مصلحت ہو تو پھر اس وعید میں داخل نہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایک وفد بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو امیر بنایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ تم میں زیادہ افضل نہیں ہیں لیکن بھوک اور پیاس پر زیادہ صبر کرنے والے ہیں۔(مسند احمد)

- عن معقل بن يسار رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ما من أمير يلي أمر المسلمين ثم لا يجهد لهم وينصح، إلا لم يدخل معهم الجنةِ.

حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو امیر مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بن کر مسلمانوں کی خیر خواہی میں کوشش نہ کرے وہ مسلمانوں کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ (مسلم)

- عن معقل بن يسار رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ما من عال يلى رعية من المسلمين فيموت وهو غاش لهم إلا حرم الله عليه الجنة.

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان رعیت کا ذمہ دار بنے پھر ان کے ساتھ دھوکے کا معاملہ کرے اور اسی حالت پر اس کی موت آجائے تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر دیں گے۔

(بخاری)

- عن أبي مريم الأزدي رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من ولاه الله عزوجل شيئا من أمر المسلمين فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم وفقرهم احتجب الله عنه دون حاجته وخلته وفقره.

حضرت ابو مریم ازدیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے کسی کام کا ذمہ دار بنایا اور وہ مسلمانوں کے حالات، ضروریات اور ان کی تنگدستی سے منہ پھیرے (یعنی ان کی ضرورت کو پورا نہ کرے اور نہ ان کی تنگدستی کے دور کرنے کی کوشش کرے) تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے حالات، ضرویات اور تنگدستی سے منہ پھیر لیں گے یعنی قیامت کے دن اس کی ضرورت اور پریشانی کو دور نہیں فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)

- عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : سيليكم أمراء يفسدون وما يصلح الله بهم أكثر، فمن عمل منهم بطاعة الله فلهم الأجر وعليكم الشكر، ومن عمل منهم بمعصية الله فعليهم الوزر وعليكم الصبر.

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے کچھ امیر ایسے ہوں گے جو فساد اور بگاڑ کریں گے (لیکن) اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ جو اصلاح فرمائیں گے وہ اصلاح ان کے بگاڑ سے زیادہ ہوگی لہذا ان امیروں میں سے جو امیر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والے کام کرے گا تو اسے اجر ملے گا اور اس پر تمہارے لئے شکر کرنا ضروری ہوگا۔ اسی طرح ان امیروں میں

سے جو امیر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کام کرے گا تو اس گناہ اس کے سر ہو گا اور تمہیں اس حالت میں صبر کرنا ہو گا۔ (بیہقی)

- عن أم الحصين رضى الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: إن أُمّر عليكم عبد مجدع أسود يقودكم بكتاب الله فاسمعوا له وأطيعوا. (رواه مسلم)

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم پر کسی ناک، کان کٹے ہوئے کالے غلام بھی امیر بنایا جائے جو تمہیں اللہ تعالی کی کتاب کے ذریعہ یعنی اللہ تعالی کے حکم کے مطابق چلائے تو تم اس کا حکم سنو اور مانو۔ (مسلم)

- عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : اسمعوا وأطيعوا، وان استعمل عليكم عبد حبشى كان رأسه زبيبة. (رواه البخاري)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: امیر کی بات سنتے اور مانتے رہو اگرچہ تم پر حبشی غلام ہی امیر کیوں نہ بنایا گیا ہو جس کا سر گویا (چھوٹے ہونے میں) کشمش کی طرح ہو۔ (بخاری)

- عن وائل الحضرمى رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : اسمعوا وأطيعوا فإنما عليهم ما حملوا وعليكم ما حملتم. (رواه مسلم)

حضرت وائل حضرمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم امیروں کی بات سنو اور مانو کیونکہ ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں ان سے پوچھا جائے گا (مثلا انصاف کرنا) اور تمہاری ذمہ داریوں کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا (مثلا امیر کی بات ماننا، لہذا ہر ایک اپنی اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے میں لگا رہے خواہ دوسرا پورا کرے یا نہ کرے)۔ (مسلم)

- عن العرباض بن سارية رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : اعبدوا الله ولاتشركوا به شيئًا وأطيعوا من ولاه الله أمر كم ولا تنازعوا الأمر أهله ولو كان عبدا أسود، وعليكم بما تعرفون من سنة نبيكم والخلفاء الراشدين المهديين، وعضوا على نواجدكم بالحق. (مستدرك حاكم)

حضرت عرباض بن ساریہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی عبادت کرو اور ان کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور جنہیں اللہ تعالی نے تمہارے کاموں کا ذمہدار بنایا ہے ان کو مانو اور (میرے امارت کے بارے میں) نہ جھگڑو چاہے امیر سیاہ غلام ہی ہو۔ اور تم اپنے نبی ﷺ

کی سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدینؓ کے طریقہ کو لازم پکڑو اور حق کو انتہائی مضبوطی سے تھامے رہو۔(مستدرک حاکم)

- عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ من رأى من أميره شيئًا يكرهه فليصبر، فإنه من فارق الجماعة شبرًا فمات ميتةً جاهلية. (رواه مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے امیر کی ایسی بات دیکھے جو اسے ناگوار ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر صبر کرے کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت یعنی اجتماعیت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا (اور توبہ کئے بغیر) اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔(مسلم)

فائدہ: "جاہلیت کی موت مرا" سے مراد یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ آزاد رہتے تھے نہ وہ اپنے سردار کی اطاعت کرتے تھے نہ اپنے رہنما کی بات مانتے تھے۔(نووی)

- عن على رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : لا طاعة فى معصية الله، إنما الطاعة فى المعروف. (رواه أبو داوود)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہ کرو، اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔ (ابوداؤد)

- عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : إن الله يرضى لكم ثلاثا ويسخط لكم ثلاثا، يرضى لكم أن تعبدوه ولا تشركوا به شينا وأن تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا وإن تناصحوا من ولاه الله أمركم ويسخط لكم قيل وقال واضاعة المال وكثرة السوال. (مسند أحمد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی تمہاری تین چیزوں کو پسند فرماتے ہیں اور تین چیزوں کو ناپسند فرماتے ہیں۔ تمہاری اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالی کی عبادت کرو، ان کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور سب مل کر اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو (الگ الگ ہو کر) بکھر نہ جاؤ، اور جنہیں اللہ تعالی نے تمہارا ذمہ دار بنایا ہے ان کے لئے خلوص، وفاداری اور خیر خواہی رکھو۔ اور تمہاری ان باتوں کو ناپسند فرماتے ہیں کہ تم فضول بحث و مباحثہ کرو، مال ضائع کرو اور زیادہ سوالات کرو۔(مسند احمد)

● عن أبو هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ : من أطاعنى فقد أطاع الله، ومن عصانى فقد عصى الله، ومن أطاع الإمام فقد أطاعنى، ومن عصى الإمام فقد عصانى- (رواه ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی اور جس نے مسلمانوں کے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے مسلمانوں کے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (ابن ماجہ)

● عن ابن عمر رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: السمع والطاعة حق على المرء المسلم فيما أحب أو كره إلا أن يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع عليه ولا طاعة- (رواه مسند أحمد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: امیر کی بات سننا اور ماننا مسلمان پر واجب ہے ان چیزوں میں جو اسے پسند ہوں یا ناپسند ہوں مگر یہ کہ اسے اللہ تعالی کی نافرمانی کا حکم دیا جائے (تو جائز نہیں) لہذا اگر کسی گناہ کے کرنے کا حکم دیا جائے تو اس کا سننا اور ماننا اس کے ذمہ نہیں۔ (مسند احمد)

● عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا سافرتم فليؤمكم أقرأكم، وإن كان أصغركم، وإذا أمكم فهو أميركم- (رواه بزار)

حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سفر کرو تو تمہارا امام وہ ہونا چاہئے جس کو قرآن کریم زیادہ یاد ہو (اور مسائل کو زیادہ جاننے والا ہو) اگرچہ وہ تم میں سب سے چھوٹا ہو اور جب وہ تمہارا نماز میں امام بنا تو وہ تمہارا امیر بھی ہے۔ (بزار)

فائدہ: بعض دوسری روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی خاص صفت کی وجہ سے ایسے شخص کو بھی امیر بنایا جن کے ساتھی ان سے افضل تھے۔

● عن معاذ بن جبل رضى الله عنه عن رسول الله ﷺ أنه قال: الغزو غزوان فإما من ابتغى وجه الله، وأطاع الإمام، وأنفق الكريمة، و ياسر الشريك، واجتنب الفساد، فان نومه ونبهه أجر كله، وإما من غزا فخرا ورياء وسمعة وعصى الإمام، و أفسد فى الأرض، فإنه لم يرجع بالكفاف.

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاد میں نکلنا دو قسم پر ہے: جس نے جہاد کے لئے نکلنے میں اللہ تعالی کی خوشنودی کو مقصود بنایا، اور امیر کی فرمابرداری کی، اپنے عمدہ مال کو خرچ کیا اور ساتھی کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا اور (ہر قسم کے) فساد سے بچا تو ایسے شخص کا سونا جاگنا سب کا سب ثواب ہے۔ اور جو شخص جہاد میں فخر اور دکھلانے اور لوگوں میں اپنے

چرچے کرانے کے لئے نکلا، امیر کی بات نہ مانی اور زمین میں فساد پھیلایا تو وہ جہاد سے خسارے کے ساتھ لوٹے گا۔ (ابوداؤد)

اقتباس من خطبة أبي بكر رضي الله عنه يوم السقيفة

أخرج البيهقي (٨/١٤٥) عن ابن اسحاق في خطبة أبي بكر الصديق رضي الله عنه يومئذ [أي يوم سقيفة بنى ساعدةَ] قال: وإنه لا يحل أن يكون للمسلمين أميران فإنه مهما يكن ذلك يختلف أمرهم وأحكامهم، وتتفرق جماعتهم، ويتنازعوا فيما بينهم، هنالك تترك السنة وتظهر البدعة، وتعظم الفتنة، وليس لأحدٍ على ذلك صلاح.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باہمی اتحاد اور اتفاق رائے کا اہتمام کرنا

اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے میں آپس کے اختلاف اور جھگڑے سے بچنے کا اہتمام کرنا۔

ابن اسحاق سے روات ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سقیفہ بنی ساعدہ والے دن بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات جائز نہیں ہے کہ مسلمانوں کے لئے بایک وقت دو امیر ہو، کیونکہ جب بھی ایسا ہوگا مسلمانوں کے تمام کاموں اور تمام احکام میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور ان کا شیرازہ بکھیر جائے گا اور ان کا آپس میں جھگڑا ہو جائے گا اور پھر سنت چھوٹ جائے گی اور بدعت ظاہر ہوگا اور فتنہ غالب ہو جائیگا اور کوئی بھی اسے ٹھیک نہ کر سکے گا۔

قول عمر رضي الله عنه في الخلاف

وأخرج البيهقي أيضا (٨/١٤٥) عن سالم بن عبيد . فذكر الحديث في بيعة أبي بكر رضي الله عنه وفيه: فقال رجل من الأنصار: منا رجل ومنكم رجلٌ. فقال عمر رضي الله عنه: سيفان في غمد واحد إذا يصطلحان!

ترجمہ۔ حضرت سالم بن عبید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس موقع پر انصار میں سے ایک آدمی نے کہا ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو اور ایک امیر آپ (مہاجرین) میں سے ہو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں

خطبة ابن مسعود رضي الله عنه في التحذير من الخلاف

وأخرج الطبراني عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال: يا أيها الناس! عليكم بالطاعة والجماعة فإنها حبل الله الذي أمر به، وإن ما تكرهون في الجماعة خير مما تحبون في الفرقة، فأن الله عز وجل لم يخلق شيئا إلا خلق له نهاية ينتهي إليها، وإن الأسلام قد أقبل له ثباتٌ، وإنه يوشك أن يبلغ نهايته ثم يزيد وينقص إلى يوم القيامة، و آية ذلك الفاقة وتفظع حتى لا يجد الفقير من يعوذ عليه، وحتى يرى الغني أنه لا يكفيه ما عنده حتى إن الرجل يشكو إلى أخيه وابن عمه فلا يعود عليه بشيء، وحتى إن السائل ليمشي بين الجمعتين فلا يوضع في يده شيءٌ حتى إذا كان ذلك خارت الأرض خورة لا يرى أهل كل ساحة إلا أنها خارت بساحتهم، ثم تهدأ عليهم ما شاء الله ثم تتقاحم الأرض تقيء أفلاذ كبدها. قيل: يا أبا عبد الرحمن! ما أفلاذ كبدها؟ قال: أساطين ذهب وفضة، فمن يومئذ لا ينسي بذهب ولا فضة إلى يوم القيامة. قال الهيثمي (٧/٣٢٨: رواه

الطبرانی بأسانید، وفیه مجالد وقد وثق وفیه خلاف، وبقیة رجال إحدی الطرق ثقاتٌ. انتہی.

وأخرجه أبو نعيم في الحلية (٩/٢٢٩) من غير طريق مجالد و في روايته: وتقطع الأرحام حتى لا يخاف الغني إلا الفقر، وحتى لايجد الفقير من يعطف عليه، وحتى إن الرجل ليشتكي الحاجة. وابن عمه غني. ما يعطف عليه بشيء، ولم يذكر ما بعده.

ترجمہ- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بیان میں فرمایا اے لوگو! (اپنے امیر کی) بات ماننا اور آپس میں اکٹھے رہنا اپنے لیئے ضروری سمجھو کیونکہ یہی چیز اللہ کی وہ رسی ہے جس کو مضبوطی سے تھامنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور آپس میں جوڑ مل کر چلنے میں جو ناگوار باتیں تمہیں پیش آئیں گی وہ تمہاری ان پسندیدہ باتوں سے بہتر ہیں جو تم کو الگ چلنے میں حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالی نے جو چیز بھی پیدا فرمائی ہے اس کے لئے اللہ تعالی نے ایک انتہا بھی بنائی ہے جہاں وہ چیز پہنچ جاتی ہے۔ یہ اسلام کے ثبات اور ترقی کا زمانہ ہے اور عنقریب یہ بھی اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا۔ پھر قیامت کے دن تک اس میں کمی زیادتی ہوتی رہے گی اور اس کی نشانی یہ ہے کہ لوگ بہت زیادہ فقیر ہو جائیں گے اور فقیر کو ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اس پر احسان کرے اور غنی بھی یہ سمجھے گا کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے لئے کافی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے بھائی اور چچازاد بھائی سے سوال کریگا پھر بھی کچھ نہ ملیگا اور یہاں تک کہ ضرورت مند سائل ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہفتہ بھر مانگتا پھرے گا لیکن کوئی بھی اس کے ہاتھ پر کچھ نہیں رکھے گا اور جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی تو زمین سے ایک زوردار آوز

اس طرح نکلے گی کہ ہر میدان کے لوگ یہی سمجھیں گے کہ یہ آواز ان کے میدان سے ہی نکلی ہے اور پھر جب تک اللہ چاہیں گے زمین میں خاموشی رہے گی پھر زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو باہر نکال پھینکے گی۔ ان سے پوچھا گیا اے حضرت ابو عبد الرحمن! زمین کے جگر کے ٹکڑے کیا چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا سونے اور چاندی کے ستون اور پھر اس دن کے بعد سے قیامت کے دن تک سونے اور چاندی سے سونے اور چاندی کی طرح نفع نہیں اُٹھایا جا سکے گا۔

قول أبي ذر رضي الله عنه في الخلاف

وأخرج أحمد عن رجل قال: كنا قد حملنا لإبي ذر رضي الله عنه شيئًا نريد أن نعطيه إياه، فأتينا الزبذة فسألنا عنه فلم نجده. قيل: استأذن في الحج فأذن له، فأتيناه بلدة وهي منى. فبينا نحن عنده إذ قيل له: إن عثمان رضي الله عنه صلى أربعا فاشتد ذلك عليه وقال قولا شديدا وقال: صليت مع رسول الله ﷺ فصلى ركعتين، وصليت مع أبي بكر وعمر رضي الله عنهما ثم قام أبو ذر رضي الله عنه فصلى أربعا فقيل له: عبت على أمير المؤمنين شيئا ثم تصنعه؟ قال: الخلاف أشد، إن رسول الله ﷺ خطبنا فقال: إنه كائن بعدي سلطان فلا تذلوه، فمن أراد أن يذله فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه وليس بمقبول منه توبة حتى يسد ثلمته (التي ثلم). وليس بفاعل . ثم يعود فيكون فيمن يعزره أمرنا رسول الله ﷺ (أن) لا (يغلبونا) على ثلاث: (أن) نأمر بالمعروف وننهى عن المنكر، ونعلم الناس السنن قال الهيثمي (٥/٢١٦): وفيه راو لم يسم، وبقية رجاله ثقات. انتهى.

ترجمہ۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دینے کے لیئے ایک چیز اٹھا کر لے چلے۔ ان کے مقام زبذہ پہنچ کر ہم نے ان کے بارے میں پوچھا تو وہ ہمیں وہاں نہ ملے اور ہمیں بتایا گیا کہ انہوں نے (امیر المومنین سے) حج پر جانے کی اجازت مانگی تھی۔ ان کو اجازت مل گئی تھی (وہ حج کرنے گئے ہوئے ہیں) چنانچہ ہم وہاں سے چل کر شہر منی میں ان کے پاس پہنچے ہم لوگ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے ان کو بتایا کہ (امیر المومنین) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (منی میں) چار رکعت نماز پڑھی ہے تو انہیں اس سے بڑی ناگواری ہوئی اور اس بارے میں انہوں نے بڑے سخت بات کہی اور فرمایا میں نے حضور ﷺ کے ساتھ (یہاں منی میں) نماز پڑھی تھی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی تھی اور میں نے حضرت ابو بکر و عمر کے ساتھ (یہاں منی میں) نماز پڑھی تو انہوں نے بھی دو دو رکعت نماز پڑھی تھی، پھر (جب نماز پڑھنے کا وقت آیا تو) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر چار رکعت نماز پڑہی (حضرت عثمان نے مکہ میں شادی کرلی تھی اور مکہ میں کچھ دن رہنے کا ارادہ کر لیا تھا اس لئے وہ مقیم ہو گئے تھے اور چار رکعت نماز پڑھ رہے تھے) اس پر ان کی خدمت میں کہا گیا کہ امیر المومنین کے جس کام پر آپ اعتراض کر رہے تھے اب آپ خود ہی اسے کر رہے ہیں۔ فرمایا امیر کی مخالفت کرنا اس سے زیادہ سخت ہے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا تھا تو ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد بادشاہ ہو گا تم اسے ذلیل نہ کرنا کیونکہ جس نے اسے ذلیل کرنے کا ارادہ کیا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے نکال پھینکا اور اس شخص کی توبہ اس وقت

تک قبول نہ ہو گی جب تک وہ اس سوراخ کو بند نہ کر دے جو اس نے کیا ہے (یعنی بادشاہ کو ذلیل کر کے اس نے اسلام کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کی تلافی نہ کر لے) اور وہ ایسا کر نہ سکے گا اور اپنے سابقہ رویہ سے رجوع کر کے اس بادشاہ کی عزت کرنے والا نہ بن جائے۔ حضور نے ہمیں اس بات کا حکم دیا کہ تین باتوں میں بادشاہوں کو ہم اپنے پر غالب نہ آنے دیں (یعنی ہم ان کی عزت کرتے رہیں لیکن ان کی وجہ سے یہ تین کام نہ چھوڑیں) ایک تو ہم نیکی کا لوگوں کو حکم دیتے رہیں اور برائی سے روکتے رہیں اور لوگوں کو سنت طریقے سکھاتے رہیں۔

قول ابن مسعود رضي الله عنه: إن الخلاف شر

و أخرج عبد الرزاق عن قتادة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ وأبا بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم صدرا من خلافته كانوا يصلون بمكة ومنى ركعتين، ثم إن عثمان صلاها أربعاً، فبلغ ذلك ابن مسعود فاسترجع ثم قام فصلى أربعا. فقيل له: استرجعت ثم صليت أربعًا؟ قال: الخلاف شر. كذا في الكنز (٢٤٢/٤)

ترجمہ۔ حضرت قتادہ رضی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور منی میں دو رکعت قصر نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں دو ہی رکعت نماز پڑھی لیکن بعد میں چار رکعت پڑھنے لگے۔

قوله رضي الله عنه في البدعة والجماعة والفرقة

وأخرج العسكري عن سليم بن قيس العامري قال: سأل ابن الكواء عليا رضي الله عنه عن السنة، والبدعة، وعن الجماعة، والفرقة فقال: يا ابن الكواء! حفظت المسئلة فافهم الجواب: السنَّةُ والله سنة محمد ﷺ، والبدعة ما فارقها، والجماعة والله مجامعة أهل الحق وإن قلوا، والفرقة مجامعة أهل الباطل وإن كثروا. كذا في الكنز (١/٩٦)

ترجمہ- حضرت سلیم بن قیس عامر بیان کرتے ہیں کہ ابن کوّاء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنت اور بدعت اور اکٹھے رہنے اور بکھر جانے کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی نے فرمایا اے ابن کوّاء! تم نے سوال یاد رکھا اب اس کا جواب سمجھ لو۔ اللہ کی قسم! سنت تو حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے بدعت وہ کام ہے جو اس طریقہ سے ہٹ کر ہو اور اللہ کی قسم! اہل حق کا اکٹھا ہونا ہی اصل میں اکٹھا ہونا ہے چاہے وہ تعداد میں کم ہوں اور اہل باطل کا اکٹھا ہونا حقیقت میں بکھر جانا ہے چاہے وہ تعداد میں زیادہ ہوں۔

حديث ابن عساكر فيما قال أبو عبيدة في خلافة الصديق رضي الله عنهما

أخرج ابن عساكر عن مسلم قال: بعث أبو بكر إلى أبي عبيدة رضي الله عنهما هلم! حتى استخلفك، فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن لكل أمة أمينا، وأنت أمين هذه الأمة فقال أبو عبيدة: ما كنت لأقدم رجلا أمره رسول الله ﷺ أن يؤمنا. كذا في الكنز (٣/١٣٦)، وأخرجه الحاكم (٣/٢٦٧) عن مسلم البطين عن أبي البختري بنحوه وقال: صحيح الإسناد ولم

يخرجاه، وقال الذهبي: منقطع . اهـ وأخرجه ابن عساكر وابن شاهين وغيرهما عن علي بن كثير بنحوه. كما في كنز العمال (٣/١٢٦)

ترجمہ- حضرت مسلم رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آؤ میں تمہیں (حضور ﷺ کا) خلیفہ بنادوں کیونکہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اور آپ اس امت کے امین ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا میں اس آدمی سے آگے نہیں بڑھ سکتا جسے حضور ﷺ نے (نماز میں) ہمارا امام بننے کا حکم دیا ہو (اور وہ خود آپ ہی ہیں)۔

رد الخلافة على الناس

خطبة أبي بكر رضي الله عنه في الخلافة وقوله: ولا حرصت عليها ليلة ولا يوما قط.

أخرج أبو نعيم في فضائل الصحابة عن أبي بكر رضي الله عنه أنه قال: يا أيُّها الناس! إن كنتم ظننتم أني أخذت خلافتكم رغبة فيها أو إرادة استئثار عليكم وعلى المسلمين فلا و الذي نفسي بيده ما أخذتها رغبة فيها وإلا استئثارًا عليكم ولا على أحد مِنَ المسلمين، ولا حرصت عليها ليلة ولا يوما قط، ولا سألت الله سرًا ولا علانيةً، ولقد تقلدت أمرا عظيما لا طاقة لي به إلا أن يعين الله، ولوددت أنها إلى أي أصحاب رسول الله ﷺ على أن يعدل فيها. فهي إليكم رد، ولا بيعة لكم عندي، فادفعوا لمن أحببتم فإنما أنا رجل منكم. كذا في الكنز(٣/١٣١)

خلافت لوگوں کو واپس کرنا

ترجمہ۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ میں نے تمہاری یہ خلافت اس لئے لی ہے کہ مجھے اس کے لینے کا شوق تھا یا میں تم پر اور مسلمانوں پر فوقیت حاصل کرنا چاہتا تھا تو ایسی بات ہر گز نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں نے یہ خلافت نہ تو اپنے شوق سے لی ہے اور نہ تم پر اور نہ کسی مسلمان پر فوقیت حاصل کرنے کے لئے لی ہے۔ اور (زندگی بھر) نہ کسی رات میں نہ کسی دن میں میرے دل میں اس کی طلب پیدا ہوئی اور نہ کبھی چھپ کر اور نہ کبھی علی الاعلان میں نے اللہ سے اسے مانگا ہے اور میں نے بڑی بھاری ذمہ داری اٹھالی ہے جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہے ہاں اگر اللہ میری مدد فرمائے (تو اور بات ہے) میں تو یہ چاہتا ہوں کہ حضور ﷺ کا کوئی صحابی اس خلافت کو سنبھال لے بشرطیکہ وہ اس میں انصاف سے کام لے۔ لہذا یہ خلافت میں تمہیں واپس کرتا ہوں اور تمہاری مجھ سے بیعت ختم۔ تم جسے چاہو اسے خلافت دے دو میں تم میں کا ایک آدمی بن کر رہوں گا۔

قبول الخلافة لمصلحة دينية

حديث ابن أبي رافع في الخلافة وما وقع بينه وبين أبي بكر رضي الله عنهما فيها.

أخرج ابن راهويه، والعدني، والبغوي، وابن خزيمة عن رافع بن أبي رافع قال: لما استخلف الناس أبا بكر رضي الله عنه قلت: صاحبي الذي أمرني

أن لا أتأمر على رجلين! فارتحلت فانتهيت إلى المدينة فتعرضت لأبي بكر فقلت له: يا أبا بكر! أتعرفني؟ قال: نعم. قلت: أتذكر شيئا قلته لي؟ أن لا أتأمر على رجلين وقد وليت أمر الأمة؟ فقال: إن رسول الله ﷺ قبض والناس حديثوا عهد بكفر. فخفت عليهم أن يرتدوا وان يختلفوا، فدخلت فيها وأنا كاره، ولم يزل بي أصحابي. فلم يزل يعتذر حتى عذرته. كذا في الكنز (٣/١٢٥)

کسی دینی مصلحت کی وجہ سے خلافت قبول کرنا

حضرت رافع بن ابو رافع کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنالیا تو میں نے کہا یہ تو میرے وہی ساتھی ہیں جنہوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں دو آدمیوں کا بھی امیر نہ بنوں (اور خود سارے مسلمانوں کے امیر بن گئے ہیں) چنانچہ میں اپنے گھر سے چل کر مدینہ پہنچا اور میں نے حضرت ابو بکر کے سامنے آکر ان سے عرض کیا۔ اے ابو بکر! کیا آپ مجھ کو پہچانتے ہیں؟ حضرت ابو بکر نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کیا آپ کو وہ بات یاد ہے جو آپ نے مجھے کہی تھی؟ کہ میں دو آدمیوں کا بھی امیر نہ بنوں اور آپ خود ساری امت کے امیر بن گئے ہیں (یعنی آپ نے جو مجھے نصیحت کی تھی خود اس کے خلاف عمل کر رہے ہیں) حضرت ابو بکر نے فرمایا رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تھے اور لوگ زمانہ کفر کے قریب تھے، (کچھ عرصہ پہلے ہی انہوں نے کفر چھوڑا تھا) مجھے اس بات کا ڈر ہوا کہ (اگر میں خلیفہ نہ بناتو) لوگ مرتد ہو جائیں گے اور ان میں اختلاف ہو جائے گا۔ مجھے خلافت ناپسند تھی لیکن میں نے (امت کے فائدے کی وجہ سے) قبول کرلی اور میرے ساتھی برابر مجھ

پر تقاضا کرتے رہے۔ حضرت ابو بکر اپنے اعذار بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ میرا دل مان گیا کہ واقع یہ (خلافت کے قبول کرنے میں) معذور ہیں۔

الحزن على قبول الخلافة

قول أبي بكر لعمر رضي الله عنهما: أنت كلفتني هذا الأمر

أخرج ابن راهويه و حيثمة في فضائل الصحابة وغيرهما عن رجل من آل ربيعة أنه بلغه: أن أبا بكر رضي الله عنه حين استخلف قعد في بيته حزينا، فدخل عليه عمر رضي الله عنه. فأقبل عليه يلومه وقال: أنت كلفتنى هذا الأمر، وشكى إليه الحكم بين الناس. فقال له عمر: أوما علمت أن رسول الله ﷺ قال: "إن الوالي إذا اجتهد فأصاب الحق فله أجران، وإن اجتهد فأخطأ الحق فله أجر واحد" فكأنه سهل على أبي بكر رضي الله عنه كذا في الكنز (٣/١٣٥)

خلافت قبول کرنے پر غمگین ہونا

آلِ ربیعہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ ان کو یہ بات پہنچی کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ غمگین ہو کر اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں گھر حاضر ہوئے تو حضرت ابو بکر ان کو ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے تم نے مجھے خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا تھا اور حضرت عمر سے شکایت کی کہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیسے کریں؟ تو ان سے حضرت عمر نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ والی وحاکم جب (صحیح طریقے سے) محنت کرتا ہے اور

حق تک پہنچ جاتا ہے تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور اگر (صحیح طریقے سے) محنت کرے لیکن حق تک نہ پہنچ سکے تو اسے ایک اجر ملتا ہے (یہ حدیث سنا کر) حضرت عمر نے گویا حضرت ابو بکر کا غم ہلکا کر دیا۔

الاستخلاف

﴿مشاورة أبي بكر في شأن الخلافة أصحابه رضي الله عنه عند الوفاة﴾

اخرج ابن سعدٍ (٣/١٩٩) عن أبي سلمة بن عبد الرحمن وغيره أن أبا بكر الصديق رضي الله عنه لما استعزي به دعا عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه وقال: اخبرني عن عمر ابن الخطاب رضي الله عنه. فقال عبد الرحمن: ما تسألني عن أمر إلا وأنت أعلم به مني، فقال أبو بكر: وإن أعلم به منك فقال عبد الرحمن هو والله أفضل من رأيك فيه. ثم دعا عثمان بن عفان رضي الله عنه فقال: أخبرني عن عمر. فقال: أنت أخبرنا به. فقال: على ذلك يا أبا عبد الله؟ فقال عثمان بن عفان: اللهمّ! علمي به أن سريرته خير من علانيته، وأنه ليس فينا مثله. فقال أبو بكر: يرحمك الله، والله! لو تركته ما عدوتك، وشاور معهما سعيد بن زيد و أبو الأعور وأسيد بن الحضير وغيرهما من المهاجرين والأنصار. فقال أسيد: اللهم! أعلمه الخيرة بعدك يرضى للرضى، ويسخط للسخط، الذي يسر خير من الذي يعلن، ولم يل هذا الأمر أحد أقوى عليه منه.

امیر کا کسی کو اپنے بعد خلیفہ بنانا

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور دیگر حضرات بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیماری بڑھ گئی اور ان کی وفات کا وقت قریب آگیا تو حضرت عبد الرحمن

بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا مجھے حضرت عمر بن خطاب کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں؟ حضرت عبد الرحمن نے عرض کیا آپ جس آدمی کے بارے میں مجھ سے پوچھ رہے ہیں آپ اس کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں حضرت ابو بکر نے فرمایا چاہے میں تم سے زیادہ جانتا ہوں (لیکن پھر بھی تم بتاؤ)۔ حضرت عبد الرحمن نے عرض کیا جتنے آدمیوں کو آپ خلافت کا اہل سمجھتے ہیں یہ حضرت عمر ان سب سے افضل ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا تم مجھے حضرت عمر کے بارے میں بتاؤ۔ حضرت عثمان نے کہا آپ ان کو ہم سب سے زیادہ جانتے ہیں حضرت ابو بکر نے فرمایا اے ابو عبد اللہ (یہ حضرت عثمان کی کنیت ہے) پھر بھی بتاؤ۔ تب حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا اللہ کی قسم! جہاں تک میں جانتا ہوں ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم! اگر میں ان کو چھوڑ دیتا (یعنی ان کو خلیفہ نہ بناتا) تو میں تم سے آگے نہ بڑھتا (یعنی تم کو خلیفہ بناتا کسی اور کو نہ بناتا) حضرت ابو بکر نے ان دو حضرات کے علاوہ حضرت سعید بن زید ابو الاعور رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات مہاجرین وانصار سے مشورہ کیا۔ حضرت اُسید نے کہا اللہ کی قسم! میں ان کو آپ کے بعد سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ جن کاموں سے اللہ تعالی خوش ہوتے ہیں ان ہی کاموں سے وہ (عمر) بھی خوش ہوتے ہیں اور جن کاموں سے اللہ ناراض ہوتے ہیں ان سے وہ بھی ناراض

ہوتے ہیں ان کا باطن ان کے ظاہر سے زیادہ اچھا ہے۔ خلافت کے لئے ان سے زیادہ طاقتور اور کوئی والی نہیں ہو سکتا۔

جعل الأمر شورى بين المستصلحين له

﴿حديث مقتل عمر وجعله الأمر في النفر الستة وثناء ابن عباس رضي الله عنه عليه﴾

اخرج الطبراني عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: لما طعن أبو لؤلؤة عمر رضي الله عنه طعنه طعنتين، فظن عمر أن له ذنبا في الناس لايعلمه، فدعا ابن عباس رضي الله عنهما . وكان يحبه ويدنيه ويسمع منه . فقال أحب أن نعلم عن ملأ من الناس كان هذا، فخرج ابن عباس فكان لا يمر بملأ من الناس إلا وهم يبكون، فرجع إلى عمر فقال: ياأمير المؤمنين! ما مررتُ على ملإ إلا رأيتهم يبكون، كأنهم فقدوا اليوم أبكار أولادهم. فقال: من قتلني؟ فقال: أبو لؤلؤة المجوسي عبد المغيرة بن شعبة، قال ابن عباس: فرأيت الْبُشر في وجهه، فقال: الحمدُ لله الذِيْ لَمْ يَبْتَلِنِي أحد يحاجني بقول لا إله إلا الله، أما إني قد (كنت) نهيتكم أن تجلبوا إلينا من العلوج أحدا فعصيتموني! ثم قال: ادعوا لي إخواني. قالوا: ومن؟ قال: عثمان وعلي وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن أبي وقاص رضي الله عنهم فأرسل إليهم ثم وصح رأسه في حجري. فلما جاؤوا قلت: هؤلاء قد حضروا، قال: نعم، نظرت في أمر المسْلِمِيْنَ فوجدتكم . أيُها الستة. رؤوس الناس وقادتهم، ولا يكون هذا الأمر إلا و فيكم ما استقمتم يستقم أمر الناس، وإن يكن اختلاف يكن فيكم فلما سمعته ذكر الاختلاف والشقاق وإن يكن، ظننت أنه كائن، لأنه قلما قال شيئا إلا رأيته ثم نزفه الدم، فهمسوا بينهم حتى خشيت أن يبايعوا رجلا منهم، فقلت: إن أمير المؤمنين حي بعد ولا يكون خليفتان ينظر أحدهما إلى الاخر. فقال:

احملوني فحملناه، فقال: تشاوروا ثلاثًا، ويصلي بالناس صهيب. قالوا: من نشاور يا أمير المؤمنين؟ قال: شاوروا المهاجرين والأنصار وسراة من هنا من الأجناد ثم دعا بشربة من لبن فشرب، فخرج بياض اللبن فشرب، فخرج بياض اللبن من الجرحين، فعرف أنه الموت، فقال: الآن لو أن لي الدُّنيا كلها لافتديت بها من هول المطلع، وما ذاك والحمد لله أن أكون رأيت إلا خيرا. فقال ابن عباس: وإن قلت فجزاك الله خيرا، أ ليس قد دعا رسول الله ﷺ أن يعز الله بك الدين والمسلمين إذ يخافون بمكة، فلما أسلمت كان إسلامك عزا، وظهر بك الإسلام و رسول الله ﷺ وأصحابه، وهاجرت إلى المدينة فكانت هجرتك فتحا، ثم لم تغب عن مشهد شهده رسول الله ﷺ من قتال المشركين من يوم كذا ويوم كذا. ثم قبض رسول الله ﷺ وهو عنك راضٍ، فوازرت الخليفة بعده على منهاج رسول الله ﷺ فضربت بمن أقبل على من أدبر حتى دخل الناس في الإسلام طوعا وكرها. ثم قبض الخليفة وهو عنك راض. ثم وليت بخير ما ولي الناس، مصر الله بك الأمصار، وجبى بك الأموال، ونفى بك العدو، وأدخل الله بك على كل أهل بيت من توسعتهم في دينهم وتوسعتهم في أرزاقهم، ثم ختم لك بالشهادة فهنيئا لك!. فقال: والله إن المغرور مَنْ تغرونه ثم قال: أتشهد لي يا عبد الله! عند الله يوم القيامة؟ فقال نعم، فقال: اللهم! لك الحمد . الصق خدي بالأرض يا عبد الله بن عمر! فوضعته من فخذي على ساقي، فقال: ألصق خدي بالأرض، فترك لحيته وخده حتى وقع بالأرض، فقال: ويلك وويل أمك يا عمر! إن لم يغفر الله لك يا عمر! ثم قبض رحمه الله. فلما قبض أرسلوا إلى عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، فقال: لا آتيكم إن لم تفعلوا ما أمركم به من مشاورة المهاجرين والأنصار وسراة من هنا من الأجناد. قال الحسن . وذكر له فعل عمر رضي الله عنه عند موته وخشيته من ربه فقال: هكذا المؤمن جمع إحسانا وشفقة، والمنافق جمع إساءة

وغرة، والله! ما وجدت فيما مضى ولا فيما بقي عبدا ازداد إحسانا إلا ازداد مخافة وشفقة منه، ولا وجدت فيما مضى ولا فيما بقي عبدا ازداد إساءة إلا ازداد غرة. قال الهيثمي (٩/٧٦) وإسناده حسن.

امر خلافت کی صلاحیت رکھنے والے حضرات کے مشورہ پر امر خلافت کو موقوف کر دینا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب ابولؤلؤہ نے حضرت عمر رضۃ اللہ عنہ پر نیزے کے دو وار کیئے تو حضرت عمر کو یہ خیال ہوا کہ شاید ان سے لوگوں کے حقوق میں کوئی ایسی کوتاہی ہوئی ہے جسے وہ نہیں جانتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا حضرت عمر کو ان سے بڑی محبت تھی۔ وہ ان کو اپنے قریب رکھتے تھے اور ان کی بات سنا کرتے تھے اور ان سے فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم یہ پتہ کرو کہ کیا میرا یہ قتل لوگوں کے مشورے سے ہوا ہے؟ چنانچہ حضرت ابن عباس باہر چلے گئے۔ وہ مسلمانوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے وہ روتے نظر آتے۔ حضرت ابن عباس نے حضرت عمر کی خدمت میں واپس آکر عرض کیا اے امیر المومنین! میں جس جماعت کے پاس سے گزرا میں نے ان کو روتے ہوئے پایا۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے آج ان کا پہلا بچہ گم ہو گیا ہو۔ حضرت عمر نے پوچھا مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ حضرت ابن عباس نے کہا حضرت مغیرۃ بن شعبہ کے مجوسی غلام ابولؤلؤہ نے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں (جب حضرت عمر کو پتہ چلا کہ ان کا قاتل مسلمان نہیں بلکہ مجوسی ہے) تو میں نے ان کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے اور وہ کہنے لگے تمام

تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میرا قاتل ایسے آدمی کو نہیں بنایا جو لاالہ الااللہ کہہ کر مجھ سے حجت بازی کر سکے۔ غور سے سنو۔ مین نے تم کو کسی عجمی کافر غلام کو یہاں لانے سے منع کیا تھا۔ لیکن تم نے میری بات نہ مانی۔ پھر فرمایا میرے بھائیوں کو بلالاؤ۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔

ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجا۔ پھر اپنا سر میری گود میں رکھ دیا۔ جب وہ حضرات آگئے تو میں نے کہا یہ سب آگئے ہیں تو فرمایا اچھا میں نے مسلمانوں کے معاملہ میں غور کیا ہے۔ میں نے آپ چھ حضرات کو مسلمانوں کا سردار اور قائد پایا ہے اور یہ امر خلافت صرف تم ہی ہوگا۔ جب تک تم سیدھے رہو گے اس وقت تک لوگوں کی بات بھی ٹھیک رہے گی۔ اگر مسلمانوں میں اختلاف ہوا تو پہلے تم میں ہوگا۔ جب میں نے سنا کہ حضرت عمر نے آپس کے اختلاف کا ذکر کیا ہے تو میں نے سوچا کہ اگرچہ حضرت عمر یوں کہہ رہے ہیں کہ اگر اختلاف ہوا لیکن یہ اختلاف ضرور ہو کر رہے گا کیونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ حضرت عمر نے کوئی چیز کہی ہو اور میں نے اسے ہوتے نہ دیکھا ہو پھر انکے زخموں سے بہت سا خون نکلا جس سے وہ کمزور ہوگئے وہ چھ حضرات آپس میں چپکے چپکے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ مجھے خطرہ ہوا کہ یہ لوگ ابھی اپنے میں کسی ایک سے بیعت ہو جائیں گے۔ اس پر میں نے کہا ابھی امیر المومنین زندہ ہیں اور ایک وقت میں دو خلیفہ نہ بناؤ پھر حضرت عمر نے فرمایا مجھے اٹھاؤ۔ چنانچہ ہم نے ان کو اٹھایا پھر انہوں

نے فرمایا تم لوگ تین دن مشورہ کرو اور اس عرصہ میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہیں۔ ان حضرات نے پوچھا ہم کن سے مشورہ کریں۔ انہوں نے فرمایا مہاجرین اور انصار سے اور یہاں جتنے لشکر ہیں ان کے سرداروں سے۔ اس کے بعد تھوڑا سا دودھ منگایا اور اسے پیا تو دونوں زخموں میں سے دود کی سفیدی باہر آنے لگی جس سے حضرت عمر نے سمجھ لیا کہ موت آنے والی ہے۔ پھر فرمایا اب اگر میرے پاس ساری دنیا ہو تو میں اسے موت کے بعد آنے والے ہولناک منظر کی گھبراہٹ کے بدلے میں دینے کو تیار ہوں۔ لیکن مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ میں خیر ہی دیکھوں گا۔ حضرت ابن عباس نے کہا آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا بہترین بدلہ اللہ آپ کو عطا فرمائے کیا یہ بات نہیں ہے کہ جس زمانے میں مسلمان مکہ میں خوف کی حالت میں زندگی گزار رہے تھے اس وقت حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی کہ آپ کو ہدایت دے کر اللہ تعالی دین کو اور مسلمانوں کو عزت عطا فرمائے۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو آپ کا اسلام عزت کا ذریعہ بنا اور آپ کے ذریعہ سے اسلام اور حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کھلم کھلا سامنے آئے اور آپ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی اور آپ کی ہجرت فتح کا ذریعہ بنی۔ پھر جتنے غزوات میں حضور ﷺ نے مشرکین سے قتال فرمایا آپ کسی سے غیر حاضر نہ ہوئے۔ پھر حضور پاک ﷺ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ وہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ نے حضور کے طریقہ کے مطابق حضور کے بعد خلیفۂ رسول کی خوب زوردار مدد کی۔ اور ماننے والوں کو لے کر آپ نے نہ ماننے والوں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ لوگ طوعاً و کرہاً اسلام میں داخل ہو گئے۔ (بہت

سے لوگ خوشی سے داخل ہوئے۔ کچھ ماحول اور حالات سے مجبور ہو کر داخل ہوئے) پھر ان خلیفہ کا اس حال میں انتقال ہوا کہ وہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ کو خلیفہ بنایا گیا اور آپ نے اس ذمہ داری کو اچھے طریقہ سے انجام دیا اور اللہ تعالی نے آپ کے ذریعہ سے بہت سے نئے شہر آباد کرائے (جیسے کوفہ اور بصرہ) اور (مسلمانوں کے لئے روم وفارس کے) سارے اموال جمع کر دیئے اور آپ کے ذریعہ دشمن کا قلع قمع کر دیا اور اللہ تعالی نے ہر گھر میں آپ کے ذریعہ دین کو بھی ترقی عطا فرمائی اور رزق میں بھی وسعت عطا فرمائی اور پھر اللہ نے آپ کو خاتمہ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا۔ یہ مرتبہ سہادت آپ کو مبارک ہو۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا اللہ کی قسم! تم (ایسی باتیں کرکے) جسے دھوکہ دے رہے ہو اگر وہ ان باتوں کو اپنے لئے مان جائے گا تو وہ واقعی دھوکہ کھانے والا انسان ہے۔ پھر فرمایا اے عبد اللہ! کیا تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے بھی میرے حق میں ان تمام باتوں کی گواہی دے سکتے ہو؟ حضرت ابن عباس نے کہا جی ہاں۔ تو فرمایا اے اللہ! تیرا شکر ہے (کہ میری گواہی دینے کے لئے حضور ﷺ کے چچازاد بھائی تیار ہوگئے ہیں پھر فرمایا) اے عبد اللہ بن عمر! میرے رخسار کو زمین پر رکھ دو (حضرت ابن عمر کہتے ہیں) میں نے ان کا سر اپنی ران سے اٹھا کر اپنی پنڈلی پر رکھ دیا۔ تو فرمایا نہیں۔ میرے رخسار کو زمین پر رکھ دو۔ چنانچہ انہوں نے اپنی داڑھی اور رخسار کو اٹھا کر زمین پر رکھ دیا۔ اور فرمایا اے عمر! اگر اللہ نے تیری مغفرت نہ کی تو پھر اے عمر! تیری بھی ہلاکت ہے اور تیری ماں کی بھی ہلاکت ہے اس کے بعد ان کی روح پرواز کرگئی۔ رحمہ اللہ۔ جب حضرت عمر کا انتقال

ہوگیا تو ان حضرات نے حضرت عبد اللہ بن عمر کے پاس پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا حضرت عمر آپ لوگوں کو حکم دے گئے ہیں کہ آپ لوگ مہاجرین اور انصار سے اور جتنے لشکر یہاں موجود ہیں ان کے امراء سے مشورہ کریں۔ اگر آپ لوگ یہ کام نہیں کروگے تو میں آپ لوگوں کے پاس نہیں آؤں گا۔ جب حضرت حسن بصری سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت کے عمل کا اور ان کے اپنے رب سے ڈرنے کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے کہا مومن ایسے ہی کیا کرتا ہے کہ عمل بھی اچھے طریقے سے کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا بھی ہے اور منافق عمل بھی برے کرتا ہے اور اپنے بارے میں دھوکہ میں مبتلا رہتا ہے اللہ کی قسم! گزشتہ زمانے میں اور موجودہ زمانے میں میں نے یہی پایا کہ جو بندہ اچھے عمل میں ترقی کرتا ہے وہ اللہ سے ڈرنے میں بھی ترقی کرتا ہے اور جو برے عمل میں ترقی کرتا ہے اس کا اپنے بارے میں دھوکہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔

مشاورة أبي بكر رضي الله عنه مع أهل الراي

﴿مشاورته رضي الله عنه أهل الراي والفقه، ومن هم أصحاب الشورى في عهده وفي عهد الفاروق رضي الله عنه﴾

أخرج ابن سعد عن القاسم أن أبا بكر الصديق رضي الله عنه كان إذا نزل به أمر يريد فيه مشاورة أهل الرأي وأهل الفقه دعا رجالا من المهاجرين والأنصار، ودعا عمر و عثمان و عليا و عبد الرحمن بن عوف و معاذ بن جبل وأبي بن كعب و زيد بن ثابت رضي الله عنهم و كل هؤلاء كانوا يفتون في خلافته وإنما يصير فتوى الناس إلى هؤلاء. فمضى أبو بكر

على ذلك، ثم ولي عمر فكان يدعو هؤلاء النفر، وكان الفتوى تصير و هو خليفة إلى عثمان وأبي و زيد. كذا في الكنز (٣/١٣٤)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اہل الرائے سے مشورہ کرنا

حضرت قاسم رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کوئی ایسا مسئلہ پیش آتا جس میں وہ اہل الرائے اور اہل فقہ سے مشورہ کرنا چاہتے تو مہاجرین وانصار میں سے کچھ حضرات کو بلا لیتے اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو بھی بلاتے۔ یہ سب حضرات حضرت ابو بکر کے زمانۂ خلافت میں فتوی دیا کرتے تھے اور لوگ بھی ان ہی حضرات سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر کے زمانے میں یہی ترتیب رہی۔ ان کے بعد حضرت عمر خلیفہ بنے تو وہ بھی ان ہی حضرات کو (مشورہ کے لئے) بلایا کرتے اور ان کے زمانے میں حضرت عثمان، حضرت اُبی اور حضرت زید فتوی کا کام کیا کرتے

احترام الخلفاء والأمراء وطاعة أوامرهم

﴿ما وقع بين خالد وعمار رضي الله عنهما في سرية﴾

اخرج ابن جرير وابن عساكر عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: بعث رسول الله ﷺ خالد بن الوليد بن المغيرة المخزومي على سرية و معه في السرية عمار بن ياسر رضي الله عنهما قال: فخرجوا حتى أتوا قريبا من القوم الذين يريدون أن يصبحوهم نزلوا في بعض الليل. قال: وجاء القوم

النذير فهربوا حيث بلغوا، فأقام رجل منهم كان قد أسلم هو و أهل بيته، فأمر أهله (فتحملوا) وقال: قفوا حتى آتيكم، ثم جاء حتى دخل على عمار رضي الله عنه، فقال: يا أبا اليقظان! إني قد أسلمت وأهل بيتي، فهل ذلك نافعي إن أنا أقمت، فإن قومي قد هربوا حيث سمعوا بكم؟ قال: فقال له عمار: فأقم فأنت آمن. فانصرف الرجل هو و أهله. قال: فصبح خالد القوم فوجدهم قد ذهبوا. فأخذ الرجل هو و أهله. فقال له عمار: إنه لا سبيل لك على الرجل قد أسلم. قال: وما أنت وذاك؟ أتجبر علي وأنا الأمير؟ قال: نعم أجبر عليك وأنت الأمير، إن الرجل قد آمن و لو شاء لذهب كما ذهب أصحابه، فأمرته بالمقام لإسلامه. فتنازعا في ذلك حتى تشاتما. فلما قدما المدينة اجتمعا عند رسول الله ﷺ، فذكر عمار الرجل وما صنع، فأجاز رسول الله ﷺ أمن عمار ونهى يومئذ أن يجبر أحد على الأمير. فتشاتما عند رسول الله ﷺ، فقال خالد: يا رسول الله أ يشتمني هذا العبد عندك؟ أما والله! لو لاك ما شتمني. فقال نبي الله ﷺ: "كف يا خالد عن عمار! فإنه من يبغض عمارا يبغضه الله عز وجل، ومن يلعن عمارا يلعنه الله عز وجل". ثم قام عمار فولى وأتبعه خالد بن الوليد حتى أخذ بثوبه فلم يزل يترضاه حتى رضي الله عنه وفي رواية أخرى: رضي عنه . ونزلت هذه الآية: ﴿أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم﴾. أمراء السرايا ﴿فإن تنازعتم في شى ء فردوه إلى الله والرسول﴾. فيكون الله ورسوله هو الذي يحكم فيه، ﴿ذلك خير وأحسن تأويلا﴾. يقول خير عاقبة. كذا في الكنز (١/٢٤٢) و أخرجه أيضا أبو يعلى وابن عساكر و النسائي و الطبراني والحاكم من حديث خالد رضي الله عنه بمعناه مطولا وابن أبي شيبة و أحمد والنسائي مختصرا، كما في الكنز (٧/٧٣). قال الحاكم (٣/٣٩٠): صحيح إلا إسناد ولم يخرجاه، وقال الذهبي: صحيح. وقال الهيثمي

(٩/٢٩٤): رواه الطبراني مطولا و مختصرا منها ما وافق أحمد ورجاله ثقات.

خلفاء اور امراء کا احترام کرنا اور ان کے احکامات کی تعمیل کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید مغیرہ مخزومی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا۔ اس جماعت میں ان کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ چنانچہ یہ لوگ (مدینہ منورہ سے) روانہ ہوئے اور رات کے آخری حصے میں انہوں نے ان قوم کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالا جس پر صبح حملہ کرنا تھا۔ کسی مخبر نے جا کر اس قوم کو صحابہ کرام کے آنے کی خبر کر دی۔ جس پر وہ لوگ بھاگ گئے اور محفوظ مقام پر پہنچ گئے لیکن اس قوم کا ایک آدمی جو خود اور اس کے گھر والے مسلمان ہو چکے تھے وہیں ٹھہرا رہا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا تو انہوں نے بھی سامان سفر باندھ لیا۔ اس نے گھر والوں سے کہا میرے واپس آنے تک تم لوگ یہاں ہی ٹھہرو۔ پھر وہ حضرت عمار کے پاس آیا اور اس نے کہا اے ابوالیقظان! یعنی اے بیدار مغز آدمی! میں اور میرے گھر والے مسلمان ہو چکے ہیں۔ تو کیا اگر میں یہاں ٹھہرا رہوں تو میرا یہ اسلام مجھے کام دے گا۔ کیونکہ میری قوم والوں نے تو جب آپ لوگوں کا سنا تو وہ بھاگ گئے۔ حضرت عمار نے اس سے کہا تم ٹھہرے رہو۔ تمہیں امن ہے۔ چنانچہ یہ آدمی اور اس کے گھر والے اپنی جگہ واپس آ گئے۔ حضرت خالد نے صبح اس قوم پر حملہ کیا۔ تو پتہ چلا کہ وہ لوگ تو سب جا چکے۔ البتہ وہ آدمی اور اس کے گھر والے وہاں ملے جنہیں حضرت خالد کے ساتھیوں نے پکڑ لیا۔ حضرت عمار

نے حضرت خالد سے کہا اس آدمی کو آپ نہیں پکڑ سکتے کیونکہ یہ مسلمان ہے۔ حضرت خالد نے کہا آپ کو اس سے کیا مطلب؟ امیر تو میں ہوں اور مجھ سے پوچھے بغیر کیا آپ پناہ دے سکتے ہو۔ حضرت عمار نے فرمایا ہاں میں پناہ دے سکتا ہوں اگرچہ آپ امیر ہے، کیونکہ یہ آدمی ایمان لا چکا ہے۔ اگر یہ چاہتا تو یہاں سے جا سکتا تھا جیسے اس کے ساتھی چلے گئے۔ چونکہ یہ مسلمان تھا اس وجہ سے میں نے اسے یہاں ٹھہرنے کو کہا تھا۔ اس پر ان دونوں حضرات میں بات بڑھ گئی اور ایک دوسرے کے بارے میں کچھ نازیبا الفاظ نکل گئے۔ جب یہ دونوں حضرات مدینہ پہنچ گئے تو دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمار نے اس آدمی کے تمام حالات سنائے۔ اس پر حضور نے حضرت عمار کے امان دینے کو درست قرار دیا۔ لیکن آئندہ کے لئے امیر کی اجازت کے بغیر پناہ دینے سے منع کر دیا۔ اس پر ان دونوں حضرات میں حضور کے سامنے ہی تیز تازی ہو گئی اس پر حضرت خالد نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ کے سامنے یہ غلام مجھے سخت الفاظ کہہ رہا ہے؟ اللہ کی قسم! اگر آپ نہ ہوتے یہ مجھے کبھی ایسے سخت الفاظ نہ کہتا۔ حضور نے فرمایا اے خالد! عمار کو کچھ مت کہو۔ کیونکہ جو عمار سے بغض رکھے گا اس سے اللہ بُغض رکھے گا اور جو عمار پر لعنت کرے گا اس پر اللہ لعنت کرے گا۔ پھر حضرت عمار وہاں سے اٹھ کر چل دیئے (حضور کے اس فرمان کا یہ اثر ہوا کہ) حضرت خالد بھی حضرت عمار کے پیچھے چل دیئے اور ان کا کپڑا پکڑ کر انہیں مناتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمار ان سے راضی ہو گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ ترجمہ تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو

لوگ اہل حکومت ہیں ان کو بھی (حضرت ابن عباس فرماتے ہیں) ان حاکموں سے مراد جماعتوں ولشکروں کے امیر ہیں۔ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول۔ ترجمہ: پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ تعالی اور رسول کی طرف حوالہ کر لیا کرو۔ (حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس جھگڑے کا فیصلہ کریں گے۔ ذلک خیر و احسن تاویلا۔ (نساء) ترجمہ: یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے انجام اچھا ہوگا۔

النهي عن سب الأمراء

﴿حديث أنس رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ في ذلك﴾

أخرج ابن جرير عن أنس رضي الله عنه قال: نهانا كبراؤنا من أصحاب محمد ﷺ، قال: لا تسبوا أمراءكم، ولا تغشوهم، ولا تعصوهم، واتقوا الله واصبروا فإن الأمر قريب. كذا في الكنز (٣/١٦٨)

اُمراء کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ میں سے جو ہمارے بڑے تھے انہوں نے ہمیں (امیر کے بارے میں چند باتوں سے) منع کیا (اور وہ چند باتیں یہ ہیں کہ) تم اپنے امیروں کو برا بھلا نہ کہو اور ان کو دھوکہ مت دو اور ان کی نافرمانی نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور صبر کرو کیونکہ موت (یا قیامت) عنقریب آنے والی ہے۔

حفظ اللسان عند الأمير

﴿قول ابن عمر رضي الله عنهما لعروة في هذا الأمر: كنا نعد ذلك نفاقا﴾

أخرج البيهقي (٨/١٦٥) عن عروة قال: أتيت عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما فقلت له: يا أبا عبد الرحمن! إنا نجلس إلى أئمتنا هؤلاء فيتكلمون بالكلام نحن نعلم أن الحق غيره فنصدقهم، ويقضون بالجور فنقويهم ونحسنه لهم، فكيف ترى في ذلك؟ فقال: يا ابن أخي! كنا مع رسول الله ﷺ نعد هذا نفاقا فلا أدرى كيف هو عندكم؟ وأخرج أيضا (٨/١٦٢) عن عاصم بن محمد عن أبيه قال: قال رجل لابن عمر رضي الله عنهما: إنا ندخل على سلطاننا فنقول ما نتكلم بخلافه إذا خرجنا من عندهم، قال: كنا نعد هذا نفاقا. وأخرجه البخاري عن محمد بن زيد بنحوه وزاد: كنا نعد هذا نفاقا على عهد رسول الله ﷺ. كذا في الترغيب (٣٨٢/٢)

وأخرج ابن عساكر عن مجاهد أن رجلا قدم على ابن عمر رضي الله عنهما فقال له: كيف أنتم وأبو أنيس؟ قال: نحن وهو إذا لقيناه قلنا له ما يحب، وإذا ولينا عنه قلنا غير ذلك. قال: ذلك ما كنا نعد و نحن مع رسول الله من النفاق. كذا في :كنز العمال (١/٩٣)

وأخرجه أبو نعيم في الحلية (٣٣٢/٢) عن الشعبي قال: قلنا لابن عمر رضي الله عنهما: إذا دخلنا على هؤلاء نقول ما يشتهون، فإذا خرجنا من عندهم قلنا خلاف ذاك. قال: كنا نعد ذلك نفاقا على عهد رسول الله ﷺ.

امیر کے سامنے زبان کی حفاظت کرنا

حضرت عروہ رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور میں نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمن! (یہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی کنیت ہے) ہم اپنے ان امیروں کے پاس بیٹھتے ہیں اور وہ کوئی بات کہتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ (یہ بات غلط ہے اور) صحیح بات کچھ اور ہے۔ لیکن ہم ان کی بات کی تصدیق کر دیتے ہیں اور وہ لوگ ظلم کا فیصلہ کرتے ہیں اور ہم ان کو تقویت پہنچاتے ہیں اور ان کے اس فیصلے کو اچھا بتاتے ہیں آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے فرمایا اے میرے بھتیجے! ہم تو حضور اکرام ﷺ کے زمانے میں اسے نفاق شمار کرتے تھے (کہ دل میں کچھ اور ہے اور زبان سے کچھ اور ظاہر کر رہا ہے) لیکن مجھے پتہ نہیں تم لوگ اسے کیا سمجھتے ہو؟ (یعنی امیر کے سامنے حق بات نہ کہہ سکے تو اس کے غلط کو بھی صحیح تو نہ کہے) حضرت عاصم کے والد حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ہم اپنے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں اور ہم کو اس کے سامنے (اس کی وجہ سے) کچھ ایسی باتیں زبان سے کہنی پڑتی ہیں کہ اس کے پاس سے باہر آ کر ان کے خلاف کہتے ہیں۔ حضرت ابن عمر نے کہا ہم اسے نفاق شمار کرتے تھے۔

من ينجو في الإمارة

أخرج الطبراني عن أبي وائل شقيق بن سلمة أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه استعمل بشر بن عاصم رضي الله عنه على صدقات هوازن، فتخلف بشر فلقيه عمر، فقال: ما خلفك؟ أما لنا سمع وطاعة؟ قال: بلى، ولكن سمعت رسول الله ﷺ يقول: "من ولي شيئا من أمر المسلمين أتي به

يوم القيامة حتى يوقف على جسر جهنم، فإن كان محسنا نجا، وإن كان مسيئا انخرق به الجسر فهوي فيه سبعين خريفا". قال: فخرج عمر رضي الله عنه كئيبا محزونا فلقيه أبو ذر رضي الله عنه فقال: ما لي أراك كئيبا حزينا؟ فقال: ما لي لا أكون كئيبا حزينا؟ وقد سمعت بشر بن عاصم يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "من ولي شيئا من أمر المسلمين أتي به يوم القيامة حتى يوقف على جسر جهنم، فإن كان محسنا نجا، وإن كان مسيئا انخرق به الجسر فهوى فيه سبعين خريفا". فقال أبو ذر رضي الله عنه: أو ما سمعته من رسول الله؟ قال: لا. قال: أشهد أني سمعت رسول الله ﷺ يقول: "من ولى أحدا من المسلمين أتي به يوم القيامة حتى يوقف على جسر جهنم، فإن كان محسنا نجا، وإن كان مسيئا انخرق به الجسر فهوى فيه سبعين خريفا، وهي سوداء مظلمة" فأي الحديثين أوجع لقلبك. قال: كلاهما قد أوجع قلبي فمن يأخذها بما فيها؟ فقال أبو ذر رضي الله عنه: من سلط الله أنفه و ألصق خده بالأرض أما إنا لا نعلم إلا خيرا، وعسى إن وليتها من لا يعدل فيها أن لا تنجو من إثمها. كذا في الترغيب (٤٤١/٣). قال الهيثمي (٥/٢٠٥): رواه الطبراني وفيه سويد بن عبد العزيز وهو متروك. انتهى. وأخرجه أيضا عبد الرزاق و أبو نعيم و أبو سعيد النقاش و البغوي و الدارقطني في المتفق من طريق سويد، كما في الكنز(٣/١٥٣). وأخرجه ابن أبي شيبة، وابن منده من غير طريق سويد، كما في الإصابة (١/١٥٢)

امیر بن کر کون شخص (دوزخ سے) نجات پائے گا

حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت بشر بن عاصم رضی اللہ عنہ کو ہوازن کے صدقات (وصول کرنے پر)

عامل مقرر کیا۔ لیکن حضرت بشر (ہوازن کے صدقات وصول کرنے) نہ گئے۔ ان سے حضرت عمر کی ملاقات ہوئی۔ حضرت عمر نے ان سے پوچھا تم (کیوں نہیں گئے؟ کیا ہماری بات کو سننا اور ماننا ضروری نہیں ہے؟ حضرت بشر نے کہا کیوں نہیں۔ لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسے مسلمانوں کے کسی امر کا ذمہ دار بنایا گیا اسے قیامت کے دن لا کر جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اگر اس نے اپنی ذمہ داری کو اچھے طرح ادا کیا ہوگا۔ تو وہ نجات پالے گا۔ اور اگر اس نے ذمہ داری صحیح طرح ادا نہ کی ہوگی تو پل اسے لے کر ٹوٹ پڑے گا اور وہ ستر برس تک جہنم میں گرتا چلا جائے گا۔ (یہ سن کر) حضرت عمر بہت پریشان اور غمگین ہوئے اور وہاں سے چلے گئے۔ راستہ میں ان کی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کیا بات ہے؟ میں آپ کو پریشان اور غمگین دیکھ رہا ہوں۔ حضرت عمر نے فرمایا میں کیوں نہ پریشان اور غمگین ہوؤں جبکہ میں حضرت بشر بن عاصم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن چکا ہوں کہ جسے مسلمانوں کے کسی امر کا ذمہ دار بنایا گیا اسے قیامت کے دن لا کر جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جاءے گا۔ اگر اس نے اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح ادا کیا ہو گا تو وہ نجات پالے گا۔ اور اگر اس نے ذمہ داری صحیح طرح ادا نہ کی ہو گی تو پل اسے لے کر ٹوٹ پڑے گا اور وہ ستر برس تک جہنم میں گرتا چلا جائے گا۔ اس پر حضرت ابوذر نے کہا کیا آپ نے حضور سے یہ حدیث نہیں سنی ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا نہیں۔ حضرت ابوذر نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ مین نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی مسلمان کو ذمہ دار بنائے گا اسے قیامت کے دن لا کر

جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اگر وہ (اس ذمہ دار بنانے میں) ٹھیک تھا تو (دوزخ سے) نجات پائے گا اور اگر وہ اس میں ٹھیک نہیں تھا تو پل اسے لے کر ٹوٹ پڑے گا اور وہ ستر برس تک جہنم میں گرتا چلا جائے گا اور وہ جہنم کالی اور اندھیری ہے۔ (آپ بتائیں کہ) ان دونوں حدیثوں میں سے کس حدیث کے سننے سے آپ کے دل کو زیادہ تکلیف ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا دونوں کے سننے سے میرے دل کو تکلف ہوئی ہے۔ لیکن جب خلافت میں ایسا زبردست خطرہ ہے تو اسے کون قبول کرے گا؟ حضرت ابوذر نے کہا اسے وہی قبول کرے گا جس کی ناک کاٹنے کا اور اس کے رخسار کو زمین سے ملانے کا یعنی اسے ذلیل کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ بہر حال ہمارے علم کے مطابق آپ کی خلافت میں خیر ہی خیر ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس خلافت کا ذمہ دار ایسے شخص کو بنادیں جو اس میں عدل وانصاف سے کام نہ لے تو آپ بھی اس کے گناہ سے نہ بچ سکیں گے۔

من يتحمل الإمارة

﴿أعلم الجماعة بالقران يليق بالإمارة﴾

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: بعث رسول الله ﷺ بعثًا وهم ذوو عدد، فاستقرأهم فاستقرأ كل رجل منهم_ يعنى ما معه من القرآن_ فأتى على رجل من أحدثهم سنا فقال: ما معك يا فلان؟ قال: معي كذا و كذا و سورة البقرة. فقال: أمعك سورة البقرة؟ قال: نعم. قال: اذهب، فأنت أميرهم. فقال رجل من أشرافهم: والله ! ما منعني أن أتعلم البقرة إلا خشية ألا أقوم بها. فقال رسول الله ﷺ: تعلموا القرآن واقرأوه، فإن مثل

القرآن لمن تعلمه فقرأه كمثل جراب محشو مسكا يفوح ريحه في كل مكان، ومن تعلمه فيرقد وهو في جوفه فمثله كمثل جراب أوكئ على مسك. كذا في الترغيب (١٢/٣)

امارت کی ذمہ داری کون اُٹھاسکتا ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک جماعت بھیجی جن کی تعداد زیادہ تھی۔ ان میں سے ہر آدمی کو جتنا قرآن یاد تھا وہ آپ نے ان سے سُنا۔ چنانچہ سنتے سنتے آپ ایک ایسے شخص کے پاس آئے جو ان میں سب سے کم عمر تھا۔ آپ نے فرمایا اے فلانے! تمہیں کتنا قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا فلاں فلاں سورتیں اور سورہ بقرہ۔ آپ نے پوچھا کیا تمہیں سورہ بقرہ یاد ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ تم اس جماعت کے امیر ہو۔ اس جماعت کے سرداروں میں سے ایک آدمی نے کہا میں نے سورہ بقرہ صرف اس وجہ سے یاد نہیں کی کہ میں شاید اسے تہجد میں نہ پڑھ سکوں۔ حضور نے فرمایا تم لوگ قرآن سیکھو اور اسے پڑھو۔ کیونکہ جو آدمی قرآن سیکھتا ہے اور اسے پڑھتا ہے۔ اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو کہ اس کی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے اور جس شخص نے قرآن سیکھا اور پھر سوگیا اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جس کا منہ بند کردیا گیا ہو۔

ما وقع بين عوف بن مالك وخالد رضي الله عنهما

وأخرج أحمد عن عوف بن مالك الأشجعي رضي الله عنه قال: خرجت مع من خرج مع زيد بن حارثة رضي الله عنه من المسلمين في غزوة مؤتة و

[رافقني] مددي من اليمن ليس معه غير سيفه، فنحر رجل من المسلمين جزورا، فسأله المددي (طائفة) من جلده فأعطاه إياه، فاتخذه كهيئة الدرقة، ومضينا فلقينا جموع الروم، وفيهم رجل على فرس له أشقر عليه سرج مذهب وسلاح مذهب. فجعل الرومي يفرى بالمسلمين، وقعد له المددي خلف صخرة، فمر به الرمي (فعرقب فرسه) فخر وعلاه فقتله وحاز فرسه وسلاحه. فلما فتح الله للمسلمين بعث إليه خالد ابن الوليد رضي الله عنه (فأخذ منه السلب) قال عوف: فأتيته فقلت: ياخالد! أما علمت أن رسول الله ﷺ قضى بالسلب للقاتل؟ قال: بلى، ولكني استكثرته. فقلت: لتردنه إليه او لأعرفنكها عند رسول الله ﷺ، فأبى أن يرد عليه. قال عوف: فاجتمعنا عند رسول الله ﷺ فقصصت عليه قصة المددي وما فعل خالد. فقال رسول الله ﷺ "يا خالد! ما حملك على ما صنعت؟" قال: يا رسول الله! استكثرته. فقال رسول الله ﷺ: "يا خالد! رد عليه ما أخذت منه". قال عوف فقلت: دونك يا خالد! ألم أف لك؟ فقال رسول الله ﷺ: "وما ذاك؟" فأخبرته. فغضب رسول الله ﷺ وقال: "ياخالد! لا ترده عليه، هل أنتم تاركو أمرائي؟ لكم صفوة أمرهم وعليهم كدره". و رواه مسلم و أبو داود نحوه. كذا في البداية (٢٤٩/٢) و أخرجه البيهقي (٣١٠/٦) بنحوه.

حضرت عوف بن مالک اور خالد رضی اللہ عنہما کے درمیان میں جو ہوا

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں بھی ان مسلمانوں کے ساتھ سفر میں گیا جو غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ یمن

سے لشکر کی مدد کے لئے آنے والے ایک صاحب اس سفر میں میرے ساتھی بن گئے۔ اس کے پاس اس کی تلوار کے علاوہ اور کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ ایک مسلمان نے ایک اونٹ ذبح کیا۔ میرے اس ساتھی نے اس مسلمان سے اونٹ کی کھال کا ایک ٹکڑا مانگا۔ انہوں نے اسے ایک ٹکڑا دے دیا جسے لے کر اس نے ڈھال جیسا بنایا۔ پھر ہم وہاں سے آگے چلے۔ ہمارا رومی لشکروں سے مقابلہ ہوا۔ ان رومیوں میں ایک آدمی اپنے سرخ گھوڑے پر سوار تھا۔ جس کی زین اور ہتھیار پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ وہ رومی مسلمانوں کو بڑے زور شور سے قتل کرنے لگا۔ مدد کے لئے آنے والا یمنی ساتھی اس کی تاک میں ایک چٹان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ وہ رومی جونہی اس کے پاس سے گزرا۔ اس نے حملہ کرکے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ وہ رومی زمین پر گر پڑا۔ اس کے اوپر چڑھ کر یمنی نے اسے قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے اور ہتھیار پر قبضہ کر لیا۔ جب اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمادی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (جن کو آخر میں مسلمانوں نے امیر بنالیا تھا) اس یمنی کو بلا کر اس سے مقتول رومی کا سارا سامان لے لیا۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خالد کے پاس جا کر اس سے کہا اے خالد! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل کے لئے مقتول کے سامان کا فیصلہ کیا تھا؟ حضرت خالد نے کہا مجھے معلوم ہے لیکن مجھے یہ سامان بہت زیادہ معلوم ہو رہا ہے۔ میں نے کہا یا تو آپ یہ سامان اس یمنی کو واپس دے دیں۔ نہیں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی شکایت کروں گا اور پھر آپ ﷺ کو پتہ چل جائے گا۔ لیکن حضرت خالد نے وہ سامان واپس کرنے سے انکار

کر دیا (اس سفر سے واپسی پر) ہم لوگ حضور کی خدمت میں پہنچے۔ تو میں نے اس یمنی کا قصہ اور جو کچھ حضرت خالد نے کیا تھا وہ سب حضور کو بتایا۔ حضور نے فرمایا اے خالد! تم نے اس سے جو کچھ لیا ہے وہ اسے واپس کردو۔ حضرت عوف کہتے ہیں اس پر میں نے حضرت خالد سے کہا اے خالد! لو میں نے تم سے جو کہا تھا وہ پورا کر دیا نا۔ کہ حضور سے شکایت کرکے تمہیں سزا دلواؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہے؟ میں نے آپ کو ساری تفصیل بتائی۔ اس پر حضور ناراض ہو گئے اور آپ نے فرمایا اے خالد! وہ سامان واپس نہ کرو (اور صحابہ سے متوجہ ہو کر فرمایا) کیا تم میری وجہ سے میرے امیروں کو چھوڑ نہیں دیتے؟ (کہ ان کی بے اکرامی نہ کیا کرو بلکہ ان کا احترام کیا کرو) ان کے اچھے کام تمہارے لئے مفید ہیں اور ان کے برے کام کا وبال ان ہی پر ہوگا۔ یعنی اگر وہ اچھے اعمال کریں گے تو ان کا فائدہ تمہیں بھی ہوگا اور اگر وہ غلط کام کریں گے تو اس کا خمیازہ ان کو ہی بھگتنا پڑے گا۔ تمہیں ہر حال میں ان کا اکرام کرنا چاہئے۔

حديث أبي بكرة رضي الله عنه في احترام الأمير

وأخرج البيهقي (٨/١٦٣) عن زياد بن كسيب العدوي قال: كان عبد الله ابن عامر يخطب الناس، عليه ثياب رقاق مرجل شعره. قال: فصلى يوما ثم دخل. قال: وأبو بكرة جالس إلى جنب المنبر، فقال مرداس أبو بلال: ألا ترون إلى أمير الناس وسيدهم يلبس الرقاق ويتشبه بالفساق؟ فسمعه أبو بكرة فقال لابنه الأصيلج: ادع لي أبا بلال! فدعاه له فقال أبو بكرة: أما إني قد سمعت مقالتك للأمير آنفا، وقد سمعت رسول الله ﷺ يقول: "من أكرم سلطان الله أكرمه الله و من أهان سلطان الله أهانه الله".

امیر کے احترام کے بارے میں حضرت ابو بکر کا حدیث

حضرت زیاد بن کسیب عدوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر باریک کپڑے پہن کر اور بالوں میں کنگھی کر کے لوگوں میں بیان کیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نماز پڑھائی اور پھر اندر چلے گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مرداس ابو بلال نے کہا کیا آپ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ لوگوں کے امیر باریک کپڑے پہنتے ہیں اور فاسق لوگوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں؟ حضرت ابو بکرہ نے ان کی بات سن لی اور اپنے بیٹے اُصیلح سے کہا ابو بلال کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ وہ انہیں بلا کر لائے تو ان سے حضرت ابو بکرہ نے فرمایا یا غور سے سنو! تم نے ابھی امیر کے بارے میں جو کہا ہے وہ میں نے سن لیا ہے۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اللہ کے سلطان کا اکرام کرے گا اللہ اس کا اکرام کریں گے اور جو اللہ کے سلطان کی اہانت کرے گا اللہ اس کی اہانت کریں گے

طاعة الأمير إنما تكون في المعروف

و أخرج الشيخان عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: استعمل النبي ﷺ رجلا من الأنصار على سرية، بعثهم وأمرهم أن يسمعوا له ويطيعوا. قال: فأغضبوه في شيء فقال: اجمعوا لي حطبا، فجمعوا، فقال: أوقدوا نارا، فأوقدوا، ثم قال: ألم يأمركم رسول الله ﷺ أن تسمعوا لي وتطيعوا؟ قالوا: بلى. قال: فادخلوها. قال: فنظر بعضهم إلى بعض وقالوا: إنما فررنا إلى رسول الله ﷺ من النار. قال: فسكن غضبه وطفئت النار. فلما قدموا على النبي ﷺ ذكروا ذلك له، فقال: "لو دخلوها ما خرجوا منها، إنما

الطاعة في المعروف". وهذه القصة ثابتة أيضا في الصحيحين عن ابن عباس رضي الله عنهما، كذا في البداية (٢/٢٢٦) وأخرجه ابن جرير عن ابن عباس و ابن أبي شيبة عن أبي سعيد بمعناه. وسمى أبو سعيد الرجل الأنصاري عبد الله ابن حذافة السهمي. كما في الكنز (٣/١٧٠)، و هكذا سماه في البخاري عن ابن عباس. كما في الإصابة (٢/ ٢٩٦)

امیر کی طاعت صرف معروف میں ہیں

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو ایک جماعت کا امیر بنا کر بھیجا اور اس جماعت کو تاکید فرمائی کہ اپنے امیر کی بات سنیں اور مانیں۔ چنانچہ (اس سفر میں) امیر کو ان کی کسی بات پر غصہ آگیا تو اس نے کہا میرے لئے لکڑیاں جمع کرو۔ چنانچہ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں۔ پھر اس امیر نے کہا آگ جلاؤ۔ اس پر ان لوگوں نے آگ جلائی۔ پھر اس امیر نے کہا کیا آپ لوگوں کو حضور نے اس بات کا حکم نہیں دیا کہ آپ لوگ میری بات سنو اور مانو؟ لوگوں نے کہا جی ہاں حکم دیا ہے۔ اس امیر نے کہا تو پھر تم اس آگ میں داخل ہو جاؤ (لوگوں کا امتحان لینا مقصود تھا) اس پر لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور یوں کہا ہم تو آگ سے بھاگ کر حضور کے پاس آئے تھے۔ (اتنی دیر میں) اس امیر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آگ بھی بجھ گئ۔ جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں واپس پہنچے تو حضور سے اس قصہ کا ذکر کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا اگر یہ لوگ اس آگ میں داخل ہو جاتے تو کبھی اس سے باہر نہ نکل سکتے (یعنی یہ بات نہیں تھی کہ امیر کی ماننے کی وجہ سے آگ ان کو نہ جلاتی اور یہ زندہ آگ

سے باہر آجاتے بلکہ جل کر مرجاتے) امیر کی اطاعت صرف نیکی کے کاموں میں ضروری ہے۔(گناہ کے کاموں میں اس کی اطاعت نہ کی جائے)۔

حديث ابن عمر رضي الله عنهما في احترام الأمير

وأخرج أبو يعلى وابن عساكر -ورجاله ثقات- عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ كان في نفر من أصحابه فأقبل عليهم فقال: "أ لستم تعلمون أنى رسول الله إليكم؟" قالوا: بلى! نشهد أنك رسول الله. قال: "أ لستم تعلمون أنه من أطاعني فقد أطاع الله، ومن طاعة الله طاعتي؟" قالوا: بلى! نشهد أنه من أطاعك فقد أطاع الله ومن طاعة الله طاعتك. قال: "فإن من طاعة الله أن تطيعوني، ومن طاعتي أن تطيعوا أمراءكم، وإن صلوا قعودًا فصلوا قعودًا". كذا في الكنز (٣/١٦٨)

امیر کے لئے احترام کے بارے میں حضرت ابو بکر کا حدیث

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں حضور اقدس ﷺ اپنے کچھ صحابہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں ہے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ صحابہ نے کہا جی ہاں معلوم ہے۔ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ جس نے میری اِطاعت کی اس نے اللہ کی اِطاعت کی۔ میری اِطاعت حقیقت میں اللہ کی اِطاعت میں شامل ہے؟ صحابہ نے کہا جی ہاں، معلوم ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں

جس نے آپ کی اِطاعت کی اس نے اللہ کی اِطاعت کی اور آپ کی اُطاعت اللہ کی اِطاعت میں شامل ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی اِطاعت میں یہ شامل ہے کہ تم میری اِطاعت کرو اور میری اِطاعت میں یہ شامل ہے کہ تم اپنے امیروں کی اِطاعت کرو۔ اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھائیں تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

وصيته ﷺ لأبي ذر رضي الله عنه في احترام الأمير

أخرج ابن جرير عن أسماء بنت يزيد أن أبا ذر الغفاري رضي الله عنه كان يخدم رسول الله ﷺ، فإذا فرغ من خدمته أوى إلى المسجد، فكان هو بيته يضطجع فيه، فدخل رسول الله ﷺ ليلة إلى المسجد فوجد أبا ذر نائما (منجدلا) في المسجد، فركله رسول الله ﷺ برجله حتى استوى قاعدا. فقال له رسول الله ﷺ: "ألا أراك نائما فيه؟" فقال أبو ذر: أين أنام يا رسول الله؟ ما لي من بيت غيره. فجلس إليه رسول الله ﷺ فقال: "فكيف أنت إذا أخرجوك منه؟" فقال: إذا ألحق باشام فإن الشام أرض الهجرة والمحشر و (أرض) الأنبياء، فأكون رجلا من أهلها. قال: "فكيف أنت إذا أخرجوك من الشام؟" قال: إذا أرجع إليه، فيكون بيتي ومنزلي، قال: "فكيف أنت إذا أخرجوك منه ثانيا؟" قال: آخذ سيفي فأقاتل حتى أموت. (فكشر) إليه رسول الله ﷺ فأثبته بيده فقال: "أدلك على ما هو خير من ذلك؟" قال: بلى! بأبي وأمي يا رسول الله! فقال رسول الله ﷺ: "تنقاد لهم حيث قادوك، وتنساق لهم حيث ساقوك، حتى تلقاني وأنت على ذلك". كذا في الكنز (٣/١٦٨). وأخرجه أيضا أحمد عن أسماء نحوه. قال الهيثمي (٥/٢٢٣): وفيه شهر بن حوشب، و هو ضعيف وقد وثق . انتهى.

وأخرجه ابن جرير أيضا عن أبي ذر رضي الله عنه بنحوه، وفي حديثه قال: "فكيف تصنع إذا أخرجت منها؟" قلت: آخذ سيفي فأضرب به من يخرجني. فضرب يده على منكبي ثم قال: "غفرا يا أبا ذر! تنقاد معهم حيث قادوك، وتنساق معهم حيث ساقوك و لو لعبد أسود". قال: فلما أنزلت الربذة أقيمت الصلاة فتقدم رجل أسود على بعض صدقاتها. فلما رآني أخذ ليرجع ويقدمني فقلت: كما أنت، بل أنقاد لأمر رسول الله ﷺ!.

امیر کی احترام کے بارے میں حضرت ابوذر کا وصیت

ابن جریر نے اس جیسی حدیث خود حضرت ابوذرؓ سے نقل کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تمہیں (مدینہ سے) دوبارہ نکالا جائے گا تو تم کیا کروگے؟ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں تلوار لے کر نکالنے والوں کو ماروں گا۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مارا اور فرمایا اے ابوذر! تم (ان نکالنے والوں کو) معاف کر دینا اور وہ تمہیں آگے سے پکڑ کر جہاں لے جائیں وہاں چلے جانا اور پیچھے سے تمہیں جدھر کو چلائیں تم اُدھر کو چلے جانا (یعنی ان کی بات مانتے رہنا) چاہے تم کو یہ معاملہ ایک کالے غلام کے ساتھ کیوں نہ کرنا پڑے۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں جب (امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے فرمان پر) میں رَبذہ رہنے لگا تو ایک دفعہ نماز کی اِقامت ہوئی اور ایک کالا آدمی جو وہاں کے صدقات وصول کرنے پر مقرر تھا نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگا اور مجھے آگے کرنے لگا۔ میں نے کہا تم اپنی جگہ رہو میں حضور ﷺ کی بات مانوں گا۔

وأخرجه أيضا عبد الرزاق عن طاووس، وفي حديثه: فلما خرج أبو ذر رضي الله عنه إلى الربذة فوجد بها غلاما لعثمان رضي الله عنه أسود، فأذن وأقام ثم قال: تقدم يا أبا ذر. قال: لا، إن رسول الله ﷺ أمرني أن أسمع وأطيع وإن كان عبدا أسود. فتقدم فصلى خلفه. كذا في الكنز (٣/١٦٨) وأخرج ابن أبي شيبة و ابن جرير و البيهقي و نعيم بن حماد و غيرهم عن عمر رضي الله عنه قال: "اسمع وأطع وإن أمر عليك عبد حبشي مجدع، إن ضرك فاصبر، وإن أمرك بأمر فائتمر، وإن حرمك فاصبر، وإن ظلمك فاصبر، وإن أراد أن ينقص من دينك فقل: دمي دون ديني ولا تفارق الجماعة". كذا في كنز العمال (٣/١٦٧)

عبد الرزاق نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے یہی حدیث نقل کی ہے اور اس میں یہ مضمون ہے کہ جب حضرت ابوذرؓ رَبذہ گئے تو ان کو وہاں حضرت عثمانؓ کا ایک کالا غلام ملا۔ اس نے اذان دی اور اقامت کہی پھر حضرت ابوذر سے کہا اے ابوذر! (نماز پڑھانے کے لئے) آگے بڑھیں۔ حضرت ابوذر نے کہا نہیں۔ مجھے تو حضور ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں امیر کی بات سنوں اور مانوں۔ چاہے وہ کالا غلام ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ وہ غلام آگے بڑھا اور حضرت ابوذر نے اس کے پیچھے نماز پڑھی۔ ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور بیہقی اور نُعیم بن حماد وغیرہ حضرات حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اپنے امیر کی بات سُنو اور مانو چاہے تم پر کان کٹا حبشی غلام ہی کیوں نہ امیر بنادیا گیا ہو۔ اگر وہ تمہیں تکلیف پہنچائے تو اسے برداشت کرو اور اگر وہ تمہیں کسی کام کا حکم دے تو اسے مانو اور اگر وہ تمہیں کچھ نہ دے تو صبر کرو اور اگر وہ تم پر ظُلم کرے تو بھی صبر کرو۔ اور اگر وہ تمہارے دین میں سے کم کرنا چاہے تو

اس سے کہہ دو جان حاضر ہے دین نہیں (میں جان دے سکتا ہوں لیکن دین میں کمی برداشت نہیں کر سکتا) چاہے کچھ بھی ہو جائے تم جماعت سے جدا نہ ہونا۔

خطر عصيان الأمير

أخرج ابن أبي شيبة عن شمر عن رجل قال: كنت عريفا في زمن علي رضي الله عنه، فأمرنا بأمر فقال: أفعلتم ما أمرتكم؟ قلنا: لا، قال: والله لتفعلن ما تؤمرون به أو لتركبن أعناقكم الهود والنصارى. كذا في الكنز (٣/١٦٧)

امیر کو نہ ماننے کی نقصان

ایک صاحب کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں (ایک علاقہ کا) چوہدری تھا۔ حضرت علی نے ہمیں ایک کام کا حکم دیا (کچھ عرصہ کے بعد) حضرت علی نے فرمایا میں نے تمہیں جس کام کا حکم دیا تھا کیا تم نے وہ کام کر لیا ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا اللہ کی قسم! تمہیں جو حکم دیا جائے اسے ضرور پورا کرو نہیں تو تمہاری گردنوں پر یہود و نصاری سوار ہو جائیں گے۔

كتبه العبد الفقير الى الله. الشيخ: عبد الله منصور القاسمى
ككرائيل، داكا بنغلاديش
٢/٨٠ معهد البلاغ، ككرائيل، داكا ١٠٠٠ بنغلاديش

التقريظ والتأييد للعرب

الحمد لله، لقد اطلعت على ما هو مكتوب فى هذه الورقات من الآيات القرآنية والاحاديث النبوية وكلام الخلفاء الراشدين فى أهمية الطاعة بل وجوب الطاعة للأمير الوفني وما يرتب على خلعها من الأضرار الجسيمة على الأمة وتبين لى أن على المنتسبين لهذا الجهد المبارك أن يبايعوا الشيخ سعد هارون حفظه الله. لأنه هو المعين من طرف جماعة المسلمين بحكم وفاة الشيخين الذين عينا معه أيام وفاة الشيخ إنعام الحسن رحمه الله كما أنصح جميع الإخوة بعدم الإكتراث ببعض الشائعات التى يروجها البعض من أن الشيخ سعد حفظه الله تأمر أو أخذ الإمارة بنفسه فالشيخ لايريد الإمارة كما سمعنا منه مرات على منبر نظام الدين، أن هذا الجهد ليس بالوراثة بل بالأمانة ولنذكر فى هذا المقام ما فعله الخليفة الراشد عثمان بن عفان فإنه رفض التنازل عن الإمارة حفظًا على الأمة لما أراد وعلى ذلك أى تنازله حتى قتل.

وفى الأخير فإنى أذكر لجميع الإخوة بالآية الكريمة:

"ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ماتولى ونصله جهنم وساءت مصير" (سورة النساء. الآية. ١١٠)

وبقول النبى صلي الله عليه و سلم من خلع يدًا من طاعة لقى الله و هو عليه غضبان.

كتبه العبد الفقير عبد الله محمد موريتانيا
(أهل الشورة مورتيانيا)

بيعة العرب اجتماعية فى غرفة الشورى نظام الدين وقت المشورة

الحمد لله

وقد حضرت المشورة مع بعض الإخوة العرب من السعودية والسودان والأردن وموريتانيا و أعلنوا أمام المشائخ فى المشورة الصباحية في نظام الدين مبايعتهم للشيخ سعد حفظه الله على القيام بهذا الجهد حسب ما ربه الشيخ محمد إلياس و الشيخ يوسف و الشيخ إنعام الحسن و الشيخ إظهار الحسن و الشيخ زبير الحسن رحمهم الله تعالى وقد اتفق نوابه عن العرب على هذه البيعة.

عبد الله محمد مورتيانيا

أهل الشورى و من كبار العلماء -مورتيانيا

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُوْنَ وَاهجُرْهمْ هَجْرًا جَمِيْلًا

(سورة المزمل: ٧٣)

اور جو جو (دل آزار) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو

المراجع والمصادر والحواله و المقولة

1. القرآن الكريم
2. الصحيح البخارى
3. الصحيح المسلم
4. البيهقى
5. حياة الصحابة
6. الأحاديث المنتخبة
7. الكنز
8. البزار
9. ابن خزيمة
10. الحاكم
11. الدارقطنى
12. ابن أبى شيبة
13. مجمع الزوايد ٥/١.٤
14. ابن ماجه
15. الشيخ عبد الله محمد موريتانيا
16. المهندس حاجى عبد المقيت -بنغلاديش
17. الأخ حاجى عبد الوهاب -باكستان
18. مولانا إظهار الحسن -نظام الدين

19. مفتى زين العابدين -باكستان

20. مياجى محراب -نظام الدين، موات

21. مولانا قارى ظهير أحمد صاحب -نظام الدين

22. مولانا سعيد أحمد خان -المدينة المنورة

23. الأخ خان محمد شهاب الدين نسيم أهل الشورى -بنغلاديش

24. الأخ واصف الإسلام أهل الشورى -بنغلاديش

25. الأخ مهندس أنيس الرحمن أهل ككرائيل -بنغلاديش

26. الأخ مهندس عبد المتين أهل ككرائيل -بنغلاديش

27. جمعه ورتبه الشيخ عبد الله منصور القاسمى أهل ككرائيل -
بنغلاديش

تأليف

الشيخ عبد الله منصور القاسمى

معهد البلاغ: التخصص في الدعوة والإرشاد

من القرآن والسنة والإجماع والقياس

المكتبة: دار البلاغ

٢/٨٠ ككرائيل ١٠٠٠ داكا بنغلاديش

+8801674085150 +8801945556778

E-mail: mahadulbalag@gmail.com

Mktabatu.DaRolblag
80/2 VIP Road, Kakrail,
Dhaka-1000